اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / پانچواں بجٹ اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز بدھ مورخہ 26/جون 2024ء بمطابق ۱۹/ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	04
4	سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2024-25ء پر اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث۔	04

جلد 05　☆☆☆　شمارہ 04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز بدھ مورخہ 26 / جون 2024ء بمطابق ۱۹ / ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ۔

بوقت سہ پہر 04:30 منٹ پر زیرِ صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم ! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلاً ﴿۲۷﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَشَدَدۡنَآ اَسۡرَهُمۡ ج وَاِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَآ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلاً ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ج فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلاً ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۳۰﴾ قلے يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ط وَالظّٰلِمِيۡنَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۳۱﴾ ع

﴿پارہ نمبر ۲۹ سُوۡرَةُ الدھر آیات نمبر ۲۷ تا ۳۱﴾

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو۔ ہم نے اُن کو بنایا اور مضبوط کیا اُن کو جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں اُن جیسے لوگ بدل کر۔ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے ربّ تک راہ۔ اور تم نہیں چاہو گے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا۔ داخل کر لے جس کو چاہے اپنی رحمت میں اور جو گناہگار ہیں تیار ہے اُن کے واسطے عذاب دردناک۔ وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. جی سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار مسعود علی لونی صاحب، انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب، میر ضیاء اللہ لانگو صاحب اور میر جہانزیب مینگل صاحب نے آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں۔ رخصتیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2024ء) کا پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2024ء) پیش کریں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں وزیر خزانہ بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2024ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2024ء) پیش ہوا۔ وزیر خزانہ! بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2024ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر خزانہ: مَیں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2024ء) کو قواعد وانضباطِ کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے۔ تحریک منظور ہوئی۔

وزیر خزانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں وزیر خزانہ بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2024ء) کو قواعد وانضباطِ کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: سالانہ میزانیہ بابت مالی سال **2024-25**ء پر باقاعدہ باقی ماندہ اراکین اسمبلی کی جانب سے بحث۔ آج کی نشست میں سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2024-25 پر بحث کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کے نام موصول ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب، مولوی نور اللہ صاحب، میر اسد اللہ بلوچ صاحب، میر عاصم کرد گیلو صاحب، جناب صمد خان گورگیج صاحب، محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ، محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ اور محترمہ اُمِّ کلثوم صاحبہ۔ اب

میں دعوت دیتا ہوں ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب کو کہ وہ اپنی بحث کا آغاز کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ اسپیکر صاحب، سی ایم صاحب اور دوسرے معزز اراکین۔ شروع اِس شعر سے ''کہ قرض کی پیتے تھے مے اور سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ دے گی ہماری فاقہ کشی ایک دن''۔ مسٹر اسپیکر! جس خطے میں ہم رہتے ہیں یہ خطہ مرکز ہے دنیا کے قدیم ترین civilization کا، جس میں مہر گڑھ ہے، انڈس ہے، گندارہ ہے۔ اور اس خطے میں جو ہم رہتے ہیں، ہمارا ملک پاکستان جو ایک کثیر القومی ریاست ہے۔ جہاں بلوچ، پشتون، پنجابی، سندھی، سرائیکی اپنی تاریخ، اپنی سرزمین، اپنے کلچر کے ساتھ یہاں بستے ہیں۔ اِس میں نیشنل پارٹی ایک جمہوری، ترقی پسند، وفاق پرست اور 1973ء کے constitution کے مطابق سیاست کر رہی ہے۔ اور اپنا بیانیہ دیتا ہے۔ ہم پارلیمنٹ کو سپریم سمجھتے ہیں۔ ہم طاقت کا سرچشمہ عوام کو سمجھتے ہیں۔ لیکن آج ہمارا ملک شدید معاشی اور سیاسی عدم استحکام کا شکار ہے۔ ایک سماج میں ایک polarization جیسے ماحول ہے۔ سیاستدان versus سیاستدان، اسٹیبلشمنٹ versus جوڈیشری۔ اور جوڈیشری versus پولیٹیشن۔ مسٹر اسپیکر ہمارے ہاں عدلیہ پر پریشر ہے۔ میڈیا پر قدغنیں ہیں۔ پارلیمنٹ موجود ہے لیکن ایک ڈھانچہ کی مانند ہے جس میں کوئی روح نہیں ہے۔ ایک مایوسی، ایک ناامیدی کا بادل سماج میں چھایا ہوا ہے۔ ہر آدمی پوچھتا ہے کہ ہمارا ملک کہاں جارہا ہے؟ کسی کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مسٹر اسپیکر! ہم نے تاریخ سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ ہم نے 70ء میں مجیب کے مینڈیٹ کو ماننے سے انکار کیا۔ جس کا منطقی نتیجہ اِس ملک کی تقسیم ہوئی۔ آج پھر ہم مطالبہ کر رہے ہیں، جس طرح لاطینی امریکہ میں، جس طرح یورپ میں غلام اور خواتین کرتے تھے کہ ہمیں ہمارا ووٹ کا حق دو جو آپ نے ہم سے، مجھ سے چھینا ہے۔ آج ہم سراپا احتجاج ہیں، ہمارے عوام، اسپیکر صاحب! ہمارے نوجوان ہم سے ناراض ہیں۔ ہم جس طبقے کی نمائندگی کر رہے ہیں سی ایم صاحب! مَیں آپ کو اِس فلور کے توسط سے بتادوں گا کہ روزانہ ہمیں پیغام مل رہے ہیں، ''لے لو اپنی جمہوریت کو، ہمیں اِس جمہوریت سے کوئی کام نہیں ہے''۔ مَیں ایمانداری سے اسپیکر صاحب! آپ سے کہتا ہوں اگر یہ رویہ رہا بلوچ نوجوان، بلوچ militant پارٹیوں کو join کریں گے۔ پشتون نوجوان جو مذہبی خیالات رکھتے ہیں، وہ ٹی ٹی پی اور جو قوم دوست ہیں، وہ پی ٹی ایم میں جائیں گے۔ یہ جو ہم بیٹھے ہوئے ہیں آئندہ الیکشن میں اگر یہ کچھ ہوا تو سریاب کا کچی بیگ ہمارے سامنے ہے، جہاں 18 ہزار ووٹوں پر لوگ جیتتے تھے، اِس دفعہ 18 سو ووٹ نہیں پڑے۔ یہ سوالیہ ہے ہم سب کے سامنے جناب۔ یہ پارلیمنٹ کے سامنے سوالیہ ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ہماری مرکزی حکومت، ہماری صوبائی حکومتوں کو از سرِ نو وِزٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ آج بلوچستان کے جو مسئلے ہیں کچھ کا تعلق ہم سے ہے کچھ کا تعلق وفاق سے ہے۔ مسٹر اسپیکر! ہمیں آزادانہ، منصفانہ، غیر جانبدارانہ الیکشن کا یقین دلایا جائے۔ نہیں تو یہ الیکشن آنے والے الیکشن میں کم از کم وہ پارٹیاں جو جمہوریت پر یقین رکھتی ہیں، جو عوام کی بالادستی پر یقین

رکھتی ہیں، مَیں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ پارلیمنٹ کا حصہ بنیں گی۔ دوسرا ہمارا اہم مسئلہ سی ایم صاحب سے، کیبنٹ سے، تمام ممبران سے میری گزارش ہے کہ خدارا آپریشن سے استحقام نہیں آئیگا۔ استحقام آئے گا مہر اور دوستی سے، محبت سے اور مذاکرات سے۔ مَیں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اِس region میں افغان انقلاب سے لے کر تا حال کتنے decades بیت گئے ہیں لاکھوں بلوچ اور پشتون شہید ہوئے ہیں یہاں کیا امن آ گیا ہے؟ دو decades سے زیادہ بلوچستان میں insurgency جاری ہے کیا امن آ گیا ہے؟ اب تو اسپیکر صاحب! حال یہ ہے کہ جن علاقوں میں insurgencies ہیں جن میں ہم بھی ہیں، پنجگور بھی ہے، آواران بھی ہے، اِس سائیڈ میں رخشاں بیلٹ ہے۔ پچھلے دنوں ایک ہی ہفتے میں ہمارے دو تھانوں پر حملے ہوئے ہیں۔ ہوشاب اور۔۔۔۔ 0-12-40 میں۔ بندوقیں لے گئے ہیں ہمارا حال یہ ہے بقولِ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے کہ مغرب کے بعد پولیس ہمارے تھانوں میں بند ہو جاتی ہے۔ پشتون علاقوں میں وہاں بندوق برداروں کا قبضہ ہوتا ہے۔ اور آج جس ڈسٹرکٹ سے مَیں تعلق رکھتا ہوں ظہور صاحب ہیں اصغر صاحب ہیں برکت صاحب ہیں اور پھر اپنا وہ، مَیں ایمانداری سے کہتا ہوں اسپیکر صاحب! مَیں بیس سال سے مند میں نہیں گیا ہوں نہ بلیدہ گیا ہوں۔ صرف فاتحہ پر گیا تھا ظہور صاحب کی اور میرے ایم پی اے کی۔ ہم کیوں نہیں جاتے ہیں؟ اس لئے کہ حالات وہاں writ رِٹ حکومت کی نہیں ہے۔ جتنا بھی ہم کہیں کہ ہم، کب آپریشن نہیں ہوا ہے جتنے بھی ہم کہیں لیکن آپریشن تو ہمارے ڈسٹرکٹس میں روزانہ ہو رہے ہیں لیکن آپریشن سے کچھ نہیں ہوگا۔ مَیں اس بجٹ پر بعد میں آ جاؤں گا ہمارا بہت بڑا ایک مسئلہ ہماری غربت ہے۔ اس وقت بلوچستان کے عوام غربت کی لائن میں اس region میں سب سے زیادہ نیچے ہیں۔ ہمارا دوسرا ایک بہت بڑا مسئلہ جہالت ہے۔ ہم کب تک اس جہالت کے ساتھ اس سائنسی دَور میں رہیں گے یہ وہ ایشو ہے جناب اسپیکر صاحب! جو ہماری گورنمنٹ کو اُن کو ایڈریس کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے کچھ مسئلے وفاق سے ہیں سب سے بڑا عذاب ہماری کم نشستیں ہے۔ یہ چودہ نشستوں کے ساتھ، معذرت کے ساتھ، یہ پاکستان کی بڑی پارٹیاں ہمیں گھاس بھی نہیں ڈالیں گی۔ جب تک رقبے کی بنیادوں پر اسپیکر صاحب! پنجاب KP سندھ میں average قومی اسمبلی کی سیٹ دو ہزار اسکوائر کلومیٹر پر ہے۔ ہمارے ہاں قومی اسمبلی کی سیٹ پچیس ہزار اسکوائر کلومیٹر پر ہے جو کہ میں نے صبح نکالے ہیں۔ اب پچیس ہزار اسکوائر کلومیٹر، ایک تو جو آئین نے ہمیں rights دیے ہیں مسٹر اسپیکر! وہ فیڈرل گورنمنٹ ہمیں، جس کی بھی حکومت ہو، مَیں بھی چیف منسٹر رہا ہوں مَیں چیختا رہا ہوں لیکن کچھ بھی نہیں ملا۔ اب بھی نہیں ملے گا لیکن کیا ہم آواز نہیں اُٹھا سکتے ہیں؟ تمام autonomous body میں تمام فیڈرل اداروں میں بلوچستان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے حالانکہ آرٹیکل جو آئین ہمیں rights دیتا ہے کہ تمام فیڈریٹنگ یونٹس میں اُن میں ہماری نمائندگی ہونی چاہئے لیکن ہماری نمائندگی نہیں ہے اُن کو تو چھوڑو جیسے کہ میرے دوست نے کہا کہ

سینڈک میں جو بھرتیاں ہو رہی ہیں یہ کہاں سے ہو رہی ہیں۔ رخشاں کے دوستوں کو پتہ ہے گوادر ایئرپورٹ کے ایک ملازم بھی گوادری نہیں ہے مولانا صاحب نے جو کہا۔ تو یہ وہ grievances ہیں جو مایوسی کے اسباب بنے ہیں ایک دن نہیں پچھتر چھتر سالوں سے فیڈرل گورنمنٹ کو چاہئے کہ اُنکو ایڈریس کرے۔ آپریشن سے نہیں خلوص سے grievances کو ختم کرو۔ اسپیکر صاحب! اُن کو تو چھوڑو ہمارے جو اپنے وسائل ہیں وہ بھی ہمیں میسر نہیں ہیں۔ گیس 1955ء سے 1990ء تک جس کا نام سوئی گیس ہے اسپیکر صاحب نوے فیصد بلوچستان contribute کرتا تھا لیکن سرچارج کے لئے ہم لڑتے رہے، لڑتے رہے تب جا کر کے اُسکو لے لیا۔ آج ڈیرہ بگٹی کو پاکستان کا ایک انتہائی ترقی یافتہ ڈسٹرکٹ ہونا چاہئے تھا لیکن آپ جاؤ گے statistics پر تو اِس وقت سب سے poverty line میں ڈیرہ بگٹی ہے جو کہتے ہیں کہ جی آپ ہماری مخالفت کرتے ہیں، بابا! اگر آپ کام کرتے اِس وقت اِدھر ڈیرہ بگٹی کو بنا لیتے تھے اُنکے بچوں کو نوکری دیتے تو ہر کوئی آپ کو پکڑ کے آپ سے کہتا کہ آپ میرے وسائل نکال لیں شاید مجھے کچھ ملے۔ آج ہمارے آ کے بیس پرسنٹ سے کم آج بھی کوئٹہ میں باقیوں کو تو چھوڑو کوئٹہ میں گیس نہیں ہے۔ مسٹر اسپیکر صاحب! ریکوڈک کو تو مَیں نہیں جانتا ہوں جب آئے گا تو پتہ چل جائے گا۔ لیکن سینڈک کو مَیں نے دیکھا۔ سینڈک کے معاہدے پر مَیں نے دستخط نہیں کیے۔ مجھ پر ناراض ہوئے۔ مَیں نے کہا پیپلز پارٹی نے آغازِ حقوق کے تحت یہ ہم سے اقرار کیا تھا کہ پچاس پرسنٹ، بہت ہو گیا فیڈرل گورنمنٹ نے اپنا حصہ لے لیا 45%۔ اُس وقت 48% فیڈرل گورنمنٹ، 50% چائنیز کمپنی، just 2% رائلٹی۔ مَیں نے کہا کہ دستخط نہیں کروں گا نہ پی پی ایل کو کروں گا نہ سینڈک کو کروں گا۔ جب تک آپ 50% بلوچستان کو نہیں دیں گے۔ لیکن آنے والوں نے بڑی خوش اسلوبی سے دستخط کیئے۔ وہ جن کا انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سینڈک تو اب گیا۔ سوئی بھی گیا۔ اب ریکوڈک کی باری ہے۔ گوادر پورٹ کا تو حال یہ ہے مسٹر اسپیکر! 93% وہ جاتا ہے چائنیز کو سات پرسنٹ فیڈرل گورنمنٹ کو جاتا ہے نہ بلوچستان گورنمنٹ کو کوئی ٹکہ ملتا ہے نہ گوادر کو۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ ایگریمنٹ میں یہ ہے کہ کوئی آپ ٹیکس نہیں لگا سکتے ہیں exempt ہے۔ نہ پورٹ میں نہ ہمیں نوکری کا حصہ ہے بلوچستان اور گوادر کو نہ کاروبار میں شیئر ہے بلکہ مجھ جیسے آدمی ہدایت اللہ جیسے آدمی کورٹ میں نہیں جا سکتے ہیں۔ جب تک آپ ہائی لیول کی آپ کی سفارش نہ ہو۔ تو ہمارے وسائل تو یہ ہیں میر صاحب! یہ جو ختم ہوں گے پھر ہم کہیں کے بھی نہیں رہیں گے۔ یہ divisible pool ہمیں نہیں چلا سکتا ہے۔ اب بھی کہہ رہے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کی اپنی نیت خراب ہے۔ کہ جی NFC کو revise کرو۔ کہ IMF کر رہا ہے۔ IMF کہتا ہے کہ اپنی شاہ خرچیاں بند کرو۔ تو مَیں گزارش کرتا ہوں اپنے دوستوں سے کہ آپ اپنا کیس لڑیں۔ اوچ پاور سے 1000MW پیدا ہوتی ہے HUBCO سے 1300MW پیدا ہوتی ہیں کوئی تقریباً 3300 کے قریب mega watt پیدا ہوتی ہے، بلوچستان

کی ضرورت 1700 ہے مسٹر اسپیکر! صرف 700MW ملتی ہیں اور دھبہ یہ ہے کہ جی تم لوگ بل نہیں دیتے ہو۔ اب اگر General Discussion میں لاتے ہیں تمام Discos خسارے پر ہیں لیکن ہمارے ماتھے پر لگا ہوا ہے، آج ہمارے زمیندار یہاں بیٹھے ہوئے تھے 16 گھنٹے کا وعدہ ہوا آج زمیندار کو صرف 2 گھنٹے بجلی مل رہی ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ آپ کی فصلات آپ کے باغات یہ تباہ ہوگئے ہیں، یہ وہ مشکلات تھیں جو مَیں نے آپ اسپیکر کے سامنے عرض کیں۔ مَیں اب تھوڑی بہت گزارش کروں گا کہ بجٹ پر آؤں اور مجھے اُمید ہے کہ اگر مَیں کوئی غلط بیانی کروں گا تو مجھے آپ منطق انداز پر جواب دے دیں۔ اِس وقت 930 ارب کے اخراجات ہیں جس میں 690 غیر ترقیاتی اور 321 بلین ترقیاتی ہیں۔ may I right Sir? لیکن مَیں ایک چھوٹا سا جائزہ لوں گا کہ 2,4,6 ڈیپارٹمنٹس کی، مسٹر اسپیکر! BDA، 0.8% اُسکی allocation ہے۔ C&W 20.92%, Energy 2.25%, Irrigation 7.48% Local Government 3.94%, Urban Planning 0.4% یہ ٹوٹل بنتے ہیں 45%۔ 45.86%، بجٹ کی lapse 48% ہے، 49%۔ یہ وہ زیادتیاں ہیں جو ہم کرتے ہیں۔ مَیں نے تین دفعہ اِس بجٹ کو گھنگالا، سی ایم صاحب! مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں آپ سے اور ظہور سے، شعیب صاحب! revisit کریں اِس میں چار مَد ہیں۔ solar-solar, bore-bore, black top, black top. اور بندات۔ ہم اپنے clear پیسے just we are throwing on street in the name of bore, in the name of solar۔ بھئی! اِتنے بڑے solar دینے کے بعد تو پھر تو بلوچستان میں بجلی کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن خدارا! یہ عوام کے پیسے ہیں یہ ہمیں ملتے ہیں، ہم اِن کی ہر چونی کو اپنے عوام کے لیے خرچ کریں لیکن اِس کو justify کروگے؟ do you justify this? کہ ہم نے solar دیئے ہیں مجھے پتہ ہے solar کا راز کیا ہے۔ بندات کا کیا راز ہے، بور کا کیا راز ہے، black top کا کیا راز ہے؟ مجھے ایک ذمہ دار آدمی نے کہا مَیں یہ یہاں نہیں بولوں گا۔ کوئٹہ میں پچھلے 5 سالوں میں پچاس ارب کی روڈز بنی ہیں، پچاس ارب کے کہاں ہیں کوئٹہ کے جائیں تھوڑا سا، جناح روڈ میں میرا دفتر ہے جب بارش ہوتی ہے چار فٹ کا پانی کھڑا ہے وہاں پر۔ یہ جو آپ مجھے دوست کہتے ہیں ڈاکٹر مالک تربت لے گیا، مَیں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری تمام روڈز جو تربت سٹی کی ہیں وہ ڈیڑھ ارب کے ہیں۔ جس میں پچاس کروڑ compensation ہے اور ڈیڑھ ارب کے وہ ہے، آپ P&D سے check کرواسکتے ہیں باقی جو بچے ہیں وہ مَیں نے surrunder کیئے ہیں۔ تو پتہ نہیں بلوچستان میں اِتنے روڈز جو بنے ہیں اِس وقت بلوچستان میں کچے سڑک نہیں ہونی چاہیے تھیں۔ لیکن آپ جائیں واشک میں، جائیں ریکی صاحب ہر وقت کہتا ہے جی آپ آجائیں۔ بھئی ہم دیکھ چکے ہیں۔ ہم بلوچستان کے کونے کونے میں ہیں۔ تو میری گزارش ہے اِن چیزوں کو ذرا غور

کریں۔ وہ کہتے ہیں شاعر کہتے ہیں ''کہ اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں، ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی''۔ تو مہربانی کریں سر! 50% بجٹ کی bore and solar پرنہیں لگائیں، مَیں نے بلکہ چیف منسٹر صاحب سے کہا، مَیں ظہور صاحب سے بھی کہتا ہوں، ابھی جتنا آپ لوگ لے جائیں گے، لے جائیں لیکن That should be on the ground. اپنے عوام کو relief دیں۔ جتنے آپ لے جائیں گے بلوچستان کا ہر چپہ ہمیں عزیز ہے، لیکن اگر صحیح معنوں میں utilize ہوں، اسپیکر صاحب! میری تجویز ہے کچھ سی ایم صاحب سے، سی ایم صاحب! یہ جو federation ہے یہ تین جہتی ہے، وفاق، فیڈریٹنگ یونٹ، لوکل باڈیز۔ ہم نے اٹھارہویں ترمیم میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے توسط سے اُن کی مدد سے اٹھارہویں ترمیم لی لیکن ہم نے کوئٹہ میں اُنکو روکا ہے۔ Why we should not devolve to the local bodies? کیا واٹر سپلائی کو منسٹر صاحب چلا سکتے ہیں؟ کیا ڈسپنسری کو منسٹر صاحب چلا سکتے ہیں؟ کیا پرائمری اسکول کی دیکھ بھال وزیر صاحب کر سکتے ہیں؟ نہیں۔ میری CM صاحب سے گزارش ہے کہ انکو devolve کریں کچھ خوش نامی ہو جائے گی۔ کم از کم پرائمری اسکولز upto مڈل اسکول، water supplies آپ کی ڈسپنسریز اِن کو لوکل باڈیز کو دے دیں تا کہ اُن کی look after کریں۔ ہماری جو ریڑھ کی ہڈی ہے، ہم ہر وقت بولتے ہیں زراعت ہے، لائیو اسٹاک ہے، مائنز ہے اور فشریز۔ اور minning ہے۔ سر! آپ اگر جا کر دیکھیں ایگریکلچر میں، ایگریکلچر کے ملازمین کے حوالے کیا creative چیزیں ہیں، سوائے تین چار پروجیکٹس ہیں جو olive oil کے ہیں، مَیں اُنکو appreciate کرتا ہوں۔ سر! آپ concentrate کریں۔ دنیا کہاں پہنچ چکی ہے، یہاں tissue culture کا ایک center بنایا تھا کوئٹہ میں وہ functionless ہے۔ ہمارے تمام ایگریکلچر کے Phd's ایسے بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے پاس ایک ریسرچ سنٹر ہے جس میں 118 لوگ کام کرتے ہیں۔ 28 میں سے دو Phds ہیں باقی سینئر لوگ ہیں۔ سر! آپ مجھے اجازت دیں گے کیونکہ مَیں نے کبھی نہیں بولا ہے اِن تین سالوں میں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! kindly windup! کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: Sir! I know for conclusion, I know sir, I need your special concessions. تو سر! یہ تمام چار کے چار جو ہماری ریڑھ کی ہڈی ہیں، ایک ایک لائین کا بجٹ ہے۔ مت کرو سر۔ اگر جب تک ہم اِنکو concentrate نہیں کریں گے ایگریکلچر کو، لائیو اسٹاک کو، فشریز کو اور مائننگ کو اور منرلز کو، ہم آگے نہیں جا سکتے ہیں۔ مَیں دوستوں سے تھوڑی سی تفصیل چاہوں گا کہ ہمارے دوستوں نے کہ کہا کہ ہم گھمبٹ طرز کا liver transplant center بنا رہے ہیں۔ سی ایم صاحب! مَیں نے فیڈرل PSDP کو چھانٹا، بلوچستان کی PSDP کو چھانٹا، آپ مجھے بتا دیں اگر میری نظروں سے نہیں گزرا ہے تو آپ کی مہربانی ہوگی اِس کو کون

فنانس کرے گا؟ میرے عزیز دوست نے کہا کہ جی ہم نے روڈز دیئے، منسٹر صاحب! آپ بلوچستان کے جس کونے پر روڈ دے دیں گے ہم اُس کی حمایت کریں گے۔ کیونکہ روڈ زندگی ہے، روڈ کے بغیر زندگی اَدھوری ہے چاہے وہ strategical road ہو یا وہ commercial ہو۔ strategical road پر بھی ہم چلیں گے ناں۔ جو South Balochistan Package ہے لیکن یہ تو عمران خان کا ہے، 22-2021ء کا ہے، اُس نے منظور کیے ہیں۔ یہ تو آپ کی گورنمنٹ کا نہیں ہے۔ بلوچستان گورنمنٹ کی اِس میں single penny نہیں ہے۔ تمام فیڈرل funded ہیں جو مَیں سمجھتا ہوں جو مَیں نے دیکھا ہے۔ میں نے اُس کو جانچا ہے۔ اور اِس میں صرف تین ابھی تک، مند والی روڈ ہے، bridge ہے اِنکا اور پنجگور رکیچ کا اور آواران ہے۔ باقی تو سارے dormant میں ہیں۔ اُن کو فنڈنگ نہیں ہے جو فیڈرل PSDP ہے۔ گرین بلوچستان بھی یہ آپ کی baby نہیں ہے جو ہو رہا ہے مجھے اُس کا پتہ ہے کہاں سے ہو رہا ہے اِس دفعہ تو zero allocation ہے سر۔ پچھلی گورنمنٹ نے دیا تو اور بات ہے اِس دفعہ تو میں نے allocation نہیں دیکھا۔ باقی سی ایم صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں ہم نے یہ وقت دیکھے ہیں پھر ہمارے خلاف victimization شروع ہوا ہے مَیں آپ کے نوٹس میں لاتا ہوں۔ منسٹر صاحب! آپ بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے دو ڈاکٹروں کو suspend کیا گیا ہے اِس لیے کہ وہ 40 سال اُن کے ساتھ رہے اِس دفعہ اُن کو چھوڑ دیا اور کہا کہ آپ نے حاضری نہیں دی۔ نہ اُن کو MS نے relieve کی ناں وہ 19 گریڈ کی پوسٹ ہے اُن کو 18 گریڈوں پر رکھ دیا۔ اور جب ان لوگوں کو relieve نہیں کیا تو اُن کو suspend کیا سر! یہ مت کریں۔ ڈاکٹر بالاچ، ڈاکٹر محبّ، سینئر ہمارے دوست ہیں، جن کو suspend کیا گیا ہے تو یہ victimization نہیں چلے گی، ہم نے بہت victimization دیکھی ہے ہماری تو خواہش ہے کہ ہم اپوزیشن کریں لیکن logic اور منطق سے کریں۔ جب victimization شروع ہوگی تو پھر ہم آزاد ہیں تو مَیں گزارش کرتا ہوں ظہور صاحب سے senior politician ہیں وہ اپنے نوجوانوں کو سنبھالیں کہ ایسا مت کریں۔ شاید آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے ظہور صاحب کو معلوم ہے مجھے معلوم ہے۔۔۔(مداخلت) کس نے کیا؟ سر! آپ کو پتہ نہیں ہے مَیں کہتا ہوں آپ کو پتہ نہیں ہے لیکن آپ کے سیکرٹری نے کیا ہے کسی اور نے کیا ہے، ہو گئے ہیں سر! آپ کو بھی پتہ نہیں ہے اصغر کو پتہ ہے۔ سر! مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں ظہور صاحب آپ کی توجہ چاہتا ہوں مَیں نے آپ سے کہا سر! اِس وقت آپ کے 6 ہزار سکولز single ٹیچر single کمرے ہیں، 2 ہزار آپ کے shelterless ہیں خُدارا اِن کو آہستہ آہستہ کم کریں۔ مَیں اُس زمانے میں 13 ہزار ایسے settlement تھے جن میں اسکول نہیں تھا اب شاید کم ہو گئے ہیں 10 ہزار 9 ہزار ہو گئے ہیں اِنکو concentrate کریں سر!۔۔۔(مداخلت) سر! وہ بجٹ کا بھی مجھے پتہ ہے اُس کو clear کر دیں

وہ تھوڑا سا میں نے دیکھا ہے مَیں 40 سال سے یہی for the construction of the new schools کاروبار کررہا ہوں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! address the Chair, please.

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! آخر مَیں مجھے دو تین باتیں اور کرنی ہیں۔مَیں سمجھتا ہوں سر! سی ایم صاحب میری گزارش ہے آپ سے اِس بلڈنگ کو renovate ضرور کریں اِس کو نہیں گرائیں۔ یہ بلڈنگ بلوچ، پشتون کلچر کی نشانی ہے۔ہمیں یہ صوبہ مفت میں نہیں ملا ہے ہمارے قائدین نے دس، دس، بیس، بیس سال قربانیاں دی ہیں۔ یوسف عزیز مگسی سے لیکر عبدالعزیز کُرد تک، میر غوث بخش بزنجو تک، باچا خان تک، خان عبدالصمد خان تک، سب نے اِس ملک کے لیے قربانی دی ہے تب ہمیں یہ صوبہ ملا، تب یہ پارلیمنٹ ملی۔ اِس کو renovate کریں اِن کو change کردیں۔ دو کام کئے ہیں سی ایم سیکرٹریٹ زبردست تھا۔ ایک دفتر تھا ایک گھر تھا، پتہ نہیں اُدھر کتنے گھر بنائے۔ اُدھر ایک ہنہ میں بنایا ایک وہ تھا کیا کہتے ہیں annexe کافی تھا ابھی اِتنے بنائے ہیں اسپیکر صاحب! کس کام کے؟ ہمارے بچوں کو معمولی معمولی سہولتیں نہیں ہیں۔ میری دو باتیں رہ گئی ہیں اسپیکر صاحب! اب میں زیادہ آپ کو تنگ نہیں کروں گا۔ مَیں آخر میں صرف ایک گزارش کروں گا اسپیکر صاحب! کہ شکریہ آپ نے اپوزیشن کو فنڈ دیا مَیں مشکور ہوں سی ایم صاحب آپ کا، شعیب بھائی آپ کا، اور سیکرٹری کا، کہ انہوں نے جو کلچر سینٹر میں ہم دو سال سے music پڑھا رہے تھے جو dying music تھے ہمارے، سروز، دمبورا، طبلہ، ہم اُس کی کلاسیں لے رہے تھے، لوگ پیسے دے رہے تھے، آپ لوگوں نے اِنکی sanction دی مَیں آپ کا مشکور ہوں۔لیکن میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں اب ہر ایک کا پھڈا لیتے ہیں لے لیں، ویسے ہی حکومت میں جب ہوں گے پھڈا لینے کا شوق بڑھ جاتا ہے لیکن یہ جو کلچر والوں کے ساتھ آپ لوگوں نے کیا ہے شعیب! مت کریں سر، آپ نے تمام academies کی بیخ کُنی کی ہے، سب کے فنڈز آپ slash کیے ہیں آپ نے نہیں کیے اُس کمپیوٹر نے کئے ہیں آپ نے کہا 50% کاٹ دو ناں۔۔۔(مداخلت) rationalize کیا ہے سر؟

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب۔ڈاکٹر صاحب! مہربانی۔ وہ سن رہے ہیں آپ چیئر کو address کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میری گزارش ہے۔آپ نے بلوچی، براہوی، مَیں last بات کرونگا۔مَیں کہتا ہوں کہ بلوچی، براہوی، پشتو کو آپ نے rationalize کیے۔ کیا یہ rationalize ہے؟ بلوچستان اکیڈمی تربت کا فنڈ وہ 10 لاکھ سے آپ نے 5 لاکھ کیا ہے، یہاں نوشکی کی جو بلوچی اکیڈمی اُس کا 20 لاکھ تھا، آپ نے 10 لاکھ کیا ہے، براہوی ادبی ہے اُس کا 10 لاکھ تھا 5 لاکھ کیا۔ is this is rationalize?۔۔۔(مداخلت) یہ

میرے level کے ہیں میں literature کا آدمی ہوں، مجھے پتہ ہے اِدھر سے میں فارغ ہوں کہ مَیں جاتا ہوں وہاں افسانے لکھوں گا۔ میری کتابوں کو کیا آپ چھاپیں گے؟

جناب اسپیکر: Kindly, kindly address the Chair please.

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: Thank you very much sir. آخر میں مَیں سمجھتا ہوں کہ سر! سی ایم صاحب آپ مہربانی کریں ہمارے کلچر کو support کریں۔۔۔(مداخلت) مَیں نے آپ سے کہا تھا سر! آپ نے بڑھایا ہے میرے ساتھ بیٹھیں ناں۔ اِس وقت ہماری سر! تین ہستیاں بلوچی کا سب سے بڑا رزمیہ وعشقیہ شاعر بشیر بیدار بیمار پڑا ہوا ہے۔ سچو کینسر کا مریض ہے ہمارا سب سے بڑا سرورزی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ کے توسط سے اِن کی آپ مدد کریں اور اِن کی جو اکیڈمیز ہیں اِن کے فنڈ کو ذرا چلو enhance نہیں کریں گے تو وہی تو رکھیں۔ ابھی ایک معمولی کتاب اب سی ایم صاحب کہتے ہیں آپ کے standard کے نہیں ہے، اگر کلچر میرا standard کا نہیں ہے تو میرا standard کیا ہے؟ مَیں تو سرورز کو زندہ رکھنا چاہتا ہوں اور آپ سے میری گزارش ہے کہ یہ جو ''اَتھن'' اور جو ''دوچاپی'' ہے، اِسکو ایک syllabus میں رکھیں۔۔۔(مداخلت) ہاں؟ یہ سر! آپ جو بھی کہیں but I love music۔۔۔(مداخلت) نہیں نہیں سرزبانی نہیں بولیں ناں، فنڈز بڑھائیں۔ پھر مجھے پتہ ہے۔ آخر میں اسپیکر صاحب! ''اِس عشق میں نہ اُس عشق پہ نادم ہیں مگر دل۔ ہر داغ اِس دل میں ہے بجز داغِ ندامت''۔ آپ سب کا شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔ آپ سب حضرات سے میری یہ گزارش ہے کہ اپنی speech پانچ منٹ سے لے کر 10 منٹ تک آپ نے ختم کرنی ہے، within ten minutes آپ نے اس کو windup کرنا ہے۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔ آج آخری دن ہے almost ہر ایک بندے نے تقریر کرنی ہے۔ اور اس میں آپ سے تعاون کی ضرورت ہے۔ مولوی نوراللہ صاحب!

مولوی نوراللہ: شکریہ اسپیکر صاحب۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . اِعۡدِلُوۡا قف هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی. وقالَ رَسُوۡلُ اللّٰہ ﷺ الساقِطُ عَنِ الۡحَقِ شیطانُ الاخلَص ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اور پیغمبر ﷺ کی حدیث کو مدنظر رکھ کے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے مجھے اِس پر افسوس بھی ہے، گلہ بھی ہے کہ قومی زبان ہمارے ملک کی اُردو ہے لیکن اُردو کو بے توقیر کرکے ہمارا یہ حالیہ بجٹ انگریزی میں تیار کیا ہوا ہے۔ جبکہ انگریزی زبان نہ ہماری مذہبی زبان ہے نہ مادری اور نہ ہماری ریاستی زبان ہے۔ جتنا بھی ہم شور مچائیں گے اِس رَوش کو نہیں بدلا جائے گا۔ اور اگر ہم یہ درخواست کریں کہ ہمیں بلوچی میں پشتو میں اپنے معروضات پیش کرنے کی اجازت دیجیے تو ہمیں اس سے روکا

جاتا ہے۔ جبکہ ہمارا دستور اجازت دیتا ہے کہ مادری زبان، قبائلی زبان اور قومی زبان اسمیں اپنے معروضات پیش کرنا کوئی غیر مناسب کوئی غیر قانونی عمل نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اللہ تعالیٰ نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. جو حدیث مَیں نے پڑھی پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو بھی مسلمان حق گوئی پر خاموشی اختیار کرے وہ گونگا شیطان ہے خواہ وہ مسلمان کیوں نہ ہو۔ ابھی ہم یہاں حق بیان کرتے ہوئے اِس ذمہ دار فورم پر مجھے ڈر لگتا ہے کہ کسی سے کوئی چپل نہ اُٹھا کے نہ مارے۔ ورنہ یہ شور تو ضرور رہے گا کہ بس کرو time کم ہے، خاموش ہو جاؤ۔ جناب والا! جو PSDP انگریزی میں چھپی ہوئی ہے۔ مَیں چونکہ انگریزی سے نابلد ہوں اور اُردو سے بھی اسی طرح نابلد ہوں۔ اگر آپ یہ عنایت فرما کر مجھے پشتو میں بولنے کی اجازت دے دیں تو میں ذرا فصاحت اور وضاحت سے بولوں گا۔

جناب اسپیکر: No,No. مولوی صاحب! پھر آپ کی بات کسی کو سمجھ نہیں آئے گی۔ جو سمجھنے والے ہیں جن کی مادری زبان ہے اُن کو تو سمجھ آئے گی لیکن باقی لوگ ویسے بیٹھے رہیں گے۔

مولوی نور اللہ: جناب اسپیکر! اگر سمجھنا اور سمجھانا اِس ماحول میں اِس مجلس میں۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اصل میں صادق بھائی! وہ ٹھیک ہے لیکن رولز کے مطابق چلیں گے، ہاؤس کے اندر مولوی صاحب اگر یہ کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو پہلے تحریری طور پر permission کے لیے application آئے گی درخواست منظور ہوگی تب آپ کو اجازت ہوگی آپ کر سکتے ہیں۔ otherwise یہاں آپ کے ہاؤس میں آکے آپ یہ demand کرتے ہیں کہ میں نے پشتو زبان میں بولنا ہے یا بلوچی زبان میں تو اُس کی permission نہیں ہے۔ مہربانی کر کے national language میں continue کریں۔

مولوی نور اللہ: جناب اسپیکر! دستورِ پاکستان میں یہ لکھا ہے کہ معروضات اُردو میں پیش کرنا چاہیے، اچھا ہے۔ انگریزی بھی اُردو نہیں ہے۔ آپ دکھائیں کہ دستورِ پاکستان میں یہ لکھا ہے کہ انگریزی میں اجازت لیے بغیر بھی بول سکتے ہیں۔ اگر آپ نے دیکھا اور دکھایا تو ہم پھر پشتو بولنا بغیر اجازت کے چھوڑ دیں گے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! مَیں آپ کو rule پڑھ کے سناتا ہوں۔ تو آپ کو اِس پر تسلی ہو جانی چاہیے۔ 215، مولوی صاحب! آپ کی راہنمائی کے لیے kindly آپ سب لوگ سن لیں اس کو۔ ارکان عام طور پر اسمبلی سے اُردو میں خطاب کریں گے، یہ ہے۔ rule no 215. نمبر 1: ارکان عام عام طور پر اسمبلی سے اُردو میں خطاب کریں گے لیکن کوئی رُکن جو اُردو میں اپنا مافی الضمیر تسلی بخش طور پر ادا نہ کر سکے تو وہ اسپیکر کی اجازت سے انگریزی یا اپنی مادری زبان میں اسمبلی

سے خطاب کرسکتا ہے۔نمبر 2: اگر کوئی رُکن جس نے اُردو یا انگریزی کے علاوہ کسی دیگر زبان میں تقریر کی ہو، اُس اَمر کا خواہش مند ہو کہ اس کی تقریر کا اُردو زبان میں خلاصہ اسمبلی کی روبرو پڑھ کر سنایا جائے تو وہ خلاصے کی ایک نقل اسپیکر کو مہیا کرے گا۔ جو اپنی صوابدید پر اس خلاصے کو اسمبلی کے روبرو پڑھنے کی اجازت دینے کا مجاز ہوگا۔ ایسا خلاصہ اسمبلی کی کارروائی کے ریکارڈ میں شامل کیا جائے گا۔نمبر 3: اسمبلی کی کارروائیوں کا سرکاری ریکارڈ اُردو میں اور اگر کہیں ضروری ہو تو انگریزی میں رکھا جائے گا۔ یہ آپ کی راہنمائی کے لیے ہے۔مہربانی کرکے آپ اُردو زبان میں اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اگر آپ بات نہیں کر سکتے ہیں تو یہ ہمیں آپ پڑھ کر دکھائیں کہ یہ ہماری ڈرافٹنگ اُردو میں ہونی چاہیے یا انگریزی میں؟

جناب اسپیکر: ہماری کیا؟

قائد حذب اختلاف: ہماری ڈرافٹنگ، ابھی یہ بل ہمارے پاس آیا ہے انگریزی میں، اور ہماری کارروائی اُردو میں ہے ابھی ہم کس پر چلیں؟

جناب اسپیکر: دیکھیں انگریزی آپ کی official language ہے۔

قائدحزب اختلاف: اگر کسی کو انگریزی نہیں آتی اور آپ مادری زبان میں بھی نہیں چھوڑتے ہیں اور اُردو میں بھی نہیں ہے تو ہم کس پر چلیں ذرا اس پر ہماری راہنمائی کریں۔

جناب اسپیکر: آپ سنیں میری بات مہربانی کرکے۔میں نے آپ کو پڑھ کے سنایا لیکن آپ نے اُس کا آدھا جو آپ کی مرضی کے مطابق تھا وہ سنا اور آدھا نہیں سنا۔اُردو اور انگریزی دونوں میں کیا جاسکتا ہے۔لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی زبان ہو تو اُس میں آپ کو تحریری طور پر permission لینی پڑے گی۔اُردو یا انگریزی میں یہ ہوسکتا ہے۔لیکن اس کے علاوہ اگر کسی کو کوئی تیسری زبان آتی ہے اُس کے لیے permission required ہوگا جو آپ کو تحریری طور پر لینی پڑے گی۔لہٰذا مولوی صاحب! مہربانی کرکے تقریر کرلیں۔

مولوی نوراللہ: تحریری طور پر تو نہیں ہے لیکن ویسے محترم جناب اسپیکر صاحب! موجودہ پی ایس ڈی پی کے حوالے سے بہت سارے ممبران نے اظہارِ اطمینان واعتماد کرکے کہا کہ اس ماحول میں اس محدود وسائل میں عوامی فلاح و بہبود کے لیے سب سے بہترین بجٹ اور متوازن بجٹ ہے۔میں تمام اراکین کے اس اظہار خیال سے اختلاف کرتے ہوئے، یہ غیر منصفانہ اور معاشی طور پر ظالمانہ بجٹ ہے۔میں اس کے خلاف دلیل پیش کرسکتا ہوں، مختلف محکموں کے حوالے سے میں ان کا مختصر سا جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! بلوچستان، صوبہ سرحد کے بارڈر سے لے کے حب چوکی تک یہ صوبہ بلوچستان ہے، بشمول حب چوکی۔ یہاں وسائل کی جو تقسیم پی ایس ڈی پی میں ہوئی ہے، ہمارے دیہاتی اضلاع اور

اطراف کے اضلاع اور حلقے ان سب کو محروم رکھا گیا ہے خواہ وہ بلوچ بیلٹ میں ہوں یا پشتون بیلٹ میں۔ مَیں اپنے حلقے کے حوالے سے اور ضلع کے حوالے سے، میرے حلقے کی آبادی تقریباً سات لاکھ کے قریب ہے۔ جبکہ بلوچستان کی آبادی ایک کروڑ 25 لاکھ 30 ہزار ہے۔ تیرھواں حصہ بلوچستان کی آبادی کا میرا حلقہ ہے۔ ایک کھرب 60 ارب کے جو وسائل اس پی ایس ڈی پی میں۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ .Order in the House please

مولوی نوراللہ: مختلف حلقہ جات کو اور مختلف ممبرز کو جو اسکیمات دیے گئے ہیں اُن کا میں تفصیلی جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! تعلیم جس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ محکمہ تعلیم میں اس سال نئی اسکیم 145 رکھی گئی ہیں اور میرا حلقہ 7 لاکھ کی آبادی کے لیے اس 145 اسکیمز میں سے کوئی ایک اسکیم قلعہ سیف اللہ کو نہیں دی گئی ہے۔ وزیرخزانہ صاحب بھی موجود ہیں میرے خیال میں نکل چکے ہیں اور P&D منسٹر صاحب بھی میرے خیال نہیں ہیں، وزیراعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں۔ نظر تو آئیں گے۔ کیوں نہیں، 145 اسکول ایجوکیشن کے حوالے سے قلعہ سیف اللہ میں ایک اسکیم بھی نہیں ہے، اگر کوئی دکھا سکتا ہے تو دکھائے، کیا اس حکومت کے لیے اسکول اور ایجوکیشن کی کوئی اہمیت ہے؟ اگر ہے تو ان سات لاکھ آبادی کے لیے ایک پیسہ رکھا ہے؟ یا یہ ویسے جانور کے بچے ہیں ان کو نہیں پڑھنا چاہیے اور نہیں پڑھانا چاہیے۔ ہم بھی انسان ہیں ہم بھی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارے بچے پڑھیں لکھیں اور قوم و ملک اور صوبہ کی خدمت کریں۔ کیسے کریں گے؟ ایک، ان 145 نئی اسکیموں کے لیے 17729 ملین رکھے ہیں پتہ نہیں ہے سنا ہے میرا ایک مقصد ہے سننے والے سنتے بھی ہیں یا نہیں۔ اور اسی طرح ہائیر ایجوکیشن، اسکے لیے 30 اسکیمیں ہیں، ان کے لئے 44510 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ میرا حلقہ اور میرا ضلع یہ 7 لاکھ بندوں کی آبادی کا حلقہ اور ضلع زیرو ہے، اس کے لیے کوئی ایک ملین دکھائیں نیو اسکیمز میں تو میں ملامت ہو اور حکومت برحق ہے۔ اور اُس کی پی ایس ڈی پی بھی انصاف پر مبنی ہے۔ اگر نہیں ہے؟ اس سے اور مزید ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ مائنز اینڈ منرلز اسکے لیے پانچ منصوبے رکھے گئے پانچ اسکیمز، 895 ملین اسکی لاگت ہے۔ اور مائنز اینڈ منرلز کے حوالے سے مسلم باغ بلوچستان میں نہیں، کرومائیٹ کے حوالے سے پورے ایشیا میں نمبر ون ہے کرومائیٹ کے حوالے سے وہاں تقریباً 20 ہزار کے قریب کان ہیں۔ اور ان میں تقریباً 30 سے 35 ہزار لوگ مزدور اور کانکن کام کر رہے ہیں۔ اور اس میں کوئٹہ کے لیے خاران کے لیے، خضدار کے لیے، حب کے لیے پیسے ہیں قلعہ سیف اللہ کے لیے نہیں۔ ایک اسکیم ہوتی تو پھر بھی ہمیں شاید یہ گلہ نا کرنا پڑتا، زیرو ہے، زیرو۔ ہمیں ان کی آمدن کے بدلے میں جو ہم رو یہ نو دے رہے ہیں صوبے کو، ہمیں یہ آسانی اور سہولت ملی ہے کہ یہاں کوئٹہ کے لوگ آ کے ہماری کانوں پر لیز بنا کے ہمارے پہاڑوں کو قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں بتا سکتا ہوں، نام بھی لے سکتا ہوں، ساری

ایجنسیاں، سارے با اثر لوگ میرے حلقے میں اور میرے پہاڑوں میں پڑے ہیں، لیز اپنے نام کرواتے ہیں، مختلف ناموں سے، مختلف حیلوں اور بہانوں سے۔ ابھی ہم یہ تو بھول گئے کہ ہمیں سڑک ملنی چاہیے، ہمیں فیکٹری ملنی چاہیے، ہمیں مواصلات کا ی سڑک اپنی کانوں تک ملنی چاہیے، یہ تو ہم بھول چکے ہیں۔ ہم خدا سے زاری و دعا کر کے کہ خدا ہمارے پہاڑوں کو ان ظالموں سے، ان قبضہ گروں سے، ان زوراوروں سے بچائے، پتہ نہیں ہے کب یہ دعا قبول ہوگی۔ یہ ہے مائنز اینڈ منرلز کے حوالے سے۔ جناب والا! اسی طرح لیبر اینڈ پاور کے لیے منصوبہ ہے مگر قلعہ سیف اللہ کے لیے کچھ نہیں، ہیلتھ کے لیے 73 منصوبے ہیں اسکیمز ہیں قلعہ سیف اللہ کے لیے کوئی ایک اسکیم اگر کسی نے دکھائی پی ایس ڈی پی میں، 6 ہزار 6 سو 85 اسکیمز ہیں، کوئی ایک نئی اسکیم اگر کسی نے بتائی سی ایم صاحب تشریف فرما ہیں پتہ نہیں میرا گلہ سنتا بھی ہے یا نہیں؟ اچھا! اگر دکھائی تو میں اُن کا شکر گزار رہوں۔ اور ہیلتھ بنیادی ضرورت ہے ہیلتھ کے حوالے سے پی ایس ڈی پی میں 16768 ملین رکھے ہیں ہمارے لیے ایک روپیہ بھی نہیں ہے اس میں۔ یہ ساٹھ لاکھ بن گئے مریض رہتے ہیں مرتے ہیں۔ مریں بھی مریض بھی رہیں اُن کی کوئی ضرورت نہیں ہے علاج کرنے کا اور حصہ دینے کا۔ جناب والا! اُس کے برعکس میں یہ گلہ کرتا ہوں سی ایم صاحب سے کہ تین سال قبل اس محدود فنڈ میں جناب اسپیکر! آپ کی توجہ چاہیئے۔

جناب اسپیکر: جی جی مہربانی کریں مولوی صاحب! آپ کو سن رہے ہیں۔

مولوی نوراللہ: تو تین سال قبل میں نے 14 ایمبولنسز کے لیے میں نے اپنے محدود فنڈ سے پیسے پی ایس ڈی پی میں ڈال دیے تھے۔ آج تک وہی مجھے نہیں مل رہی ہیں۔ تین بار سی ایم صاحب سے گلہ کر چکا ہوں۔ سی ایم صاحب نے فرمایا وزیر صحت سے ملیں۔ وزیر صحت سے، سیکرٹری ہیلتھ سے ملا ہوں۔ پھر عمران صاحب سے سفارش کروانے کی کوشش کی۔ سیکرٹری ہیلتھ نے میری کوئی نہیں سنی وہ کیا بہانہ دے رہے ہیں کہ اس کا فنڈ یہ on going سکیم ہے اس کی تمام جو amount ہے وہ ہمیں نہ ملے اُس وقت تک ہم اُس ٹینڈر نہیں کر سکتے ہیں۔ تو میرے خیال 10 سال بعد اُس کی قسطیں مکمل ہوں گی اور پھر شاید ہم زندہ نہ رہیں۔ جناب والا! اسی طرح اقلیتی امور ہے، اسکے لیے 116 سکیم رکھی گئی ہیں۔ قلعہ سیف اللہ کے لیے کوئی ایک پائی بھی نہیں ہے نہ ہی ضرورت ہے۔ ہمارے ہندو کو بھی ہندو نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اور نہ ہی ہمارے عیسائی کو عیسائی تسلیم کیا جاتا ہے۔ نہ اُنکے لیے کوئی سہولت کی ضرورت ہے۔ شاید اگر حکومت مُلا ہی کی ہوتی پیپلز پارٹی کی نہ ہوتی مسلم لیگ کی نہ ہوتی تو شاید ہم یہ اندازہ لگاتے کہ یہ تعصب میں آکے یہ ان ہندوؤں اور عیسائیوں کو کچھ دینا نہیں چاہتے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! آپ بھی پیپلز پارٹی کا حصہ ہی ہیں تقریباً۔

مولوی نوراللہ: خدا نہ کرے۔ میں جمعیت علماء اسلام (اصلاحی) کا بندہ ہوں۔ جس طرح آپ بھی محترم پیپلز پارٹی کا

بندہ ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں مولوی صاحب۔

مولوی نوراللہ: آپ بھی اتحادی ہیں میں بھی اتحادی ہوں۔

جناب اسپیکر: میں اتحادی ہوں میں حصہ نہیں ہوں۔

مولوی نوراللہ: ہاں میں بھی اتحادی ہوں حصہ نہیں ہوں یہ آپ کے علم میں ہونا چاہیے۔اور اسی طرح سپورٹس۔ اقلیت والوں کے لیے تین ہزار دوسو تریسٹھ ملین رکھے گئے ہیں اور سپورٹس، یہ 39 اسکیمز ہیں اسکے لیے 1975 ملین رکھے گئے ہیں۔قلعہ سیف اللہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس کو ایک پائی دیں۔اور شہری ترقی کے لیے 599 ملین دیے گئے ہیں، قلعہ سیف اللہ کے لیے ایک پائی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ماحولیات میں قلعہ سیف اللہ میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔جنگلات اور جنگلی حیات۔ہم تو ویسے ہی جنگلی ہیں اور ہماری حالت بھی شاید جنگلیوں کی طرح ہے۔اس میں بھی ہمیں نوازا جاتا کہ چلو جنگلیوں کے حوالے سے تو ہمیں تو کچھ ملا ہے۔اس حوالے سے بھی ہمیں محروم کھا گیا ہے۔تو اپنے بندے سے ذبح کروانا چاہتے ہیں۔اور قبائلی امور، اس کی 15 اسکیمز ہیں اور 2855 ملین رکھے گئے ہیں قلعہ سیف اللہ کے لیے اس میں کچھ بھی نہیں ہے مواصلات یہ 688 اسکیمز ہے قلع سیف اللہ کو اس میں سے 28 اسکیمز ملی ہیں۔ان کی کل amount ہیں 41281 ملین اور قلعہ سیف اللہ کو ایک صرف 80 کروڑ ملے ہیں۔وہ بھی پچھلی پی ایس ڈی پی کے حوالے سے جو میری اسکیمز تھیں چار اسکیمز تھیں چار ارب کی، سی ایم صاحب نے فرمایا یہ پالیسی ہے جو پہلے ممبر دوبارہ منتخب ہو تو پچھلی پی ایس ڈی پی سے اسکو 80 ملین ملیں گے جو مرضی ہے۔ہمیں چار ارب سے دستبردار کرا کے، 80 پر راضی کر کے، کہا کہ میں نے یہ سڑکوں کے لیے رکھے ہیں۔ایریگیشن اسمیں 32930 ملین روپیہ 348 اسکیمز کے لیے رکھے ہیں۔میرے حلقے میں صرف سات اسکیم ہیں 45 کروڑ کے قریب۔اور پی ایچ ای ہے جو کہ بنیادی ضرورت ہے صحت کے لیے اس میں 664 اسکیمز ہیں۔17 ملے ہیں قلعہ سیف اللہ کو جن کے لئے 14918 ملین رکھے ہیں۔اور میرے خیال میں مجھے 25 کروڑ روپے ملے ہیں۔یہ 17 اسکیم کے لیے اور قلعہ سیف اللہ کی تفصیل اور اختصار کے ساتھ بعد میں پیش کروں گا۔انرجی ہے 158 اسکیمز ہیں 15 اسکیمز قلعہ سیف اللہ کو ملے ہیں۔یہ جو اسٹاک ہے یہ بھی ہمارے قلعہ سیف اللہ میں 28 لاکھ جانور رجسٹرڈ ہیں۔پشین والے بھی قلعہ سیف اللہ میں مال و مویشی خرید کے لے جاتے ہیں لورالائی بھی اسی طرح ہے۔ژوب بھی اسی طرح ہے ان میں قلعہ سیف اللہ زیرو ہے۔انڈسٹریز کا تو پرسانِ حال نہیں ہے۔ جناب والا! ہمیں جو فنڈ ملا ہے وہ 160 کروڑ ہے جو غیر منتخب دیگر لوگوں کو ملا ہے وہ تقریباً ارب سے زیادہ ہے۔اور اسی طرح ہماری سابقہ on going اسکیمز 6 عدد موجودہ حکومت نے نکال دیا ہے۔ایک ہے فیڈر شنہ خورہ۔ دوسرا ہے فیڈر

گوال سمال زئی۔ تیسرا ہے ایم سی بجلی مسلم باغ۔ چوتھا ہے بجلی صدر، قلعہ سیف اللہ۔ پانچواں ہے کجا فیڈر۔ چھٹی سکیم ہے گھاگ زیارہ۔ ساتویں اسکیم ہے پچھلی پی ایس ڈی پی میں تھی 500 ملین تھا اُسکا، سپورٹس کمپلیکس قلعہ سیف اللہ۔ یہ تو سرے سے حذف کر دیا گیا ہے۔ کچھ قسطیں اِس وجہ سے حذف کی گئی ہیں جیسے کہ سیکرٹریٹ والے متعلقہ محکمے سے یہ نہیں کروا سکے کہ آپ اس کام کو جاری رکھیں کیونکہ وہ انرجی والے کہہ رہے ہیں کہ یہ فیڈر کا کام ہے۔ اسکا 100 فیصد ایلوکیشن نہ ہوتو ہم نہ اس کام کو شروع کریں گے اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ تو اس بنیاد پر، مصارف زیرو ہونے کی وجہ سے حکومت نے یہ حیلہ اور یہ اسکیمیں جو قلعہ سیف اللہ کو ملی ہیں۔ پرسوں ہماری اس PSDP کے جو 23ء کی ہے، 14 کروڑ روپے کا زراعت کے حوالے سے ٹینڈر رہوا تھا۔ اور ڈپٹی ڈائریکٹر نے برملا کہہ کے کہ یہ 14 کروڑ روپے کی اسکیم کا ٹھیکہ میں نے لینا ہے۔ میرے خاندان نے لینا ہے۔ میں کسی اور کو اجازت نہیں دوں گا کہ وہ اس ٹھیکے کو اور اس ٹینڈر کو لے لیں۔ وجہ کیا بتائی؟ کہ میں نے 50% پی اینڈ ڈی میں دے کے اس بُنیاد پر میں نے یہ اسکیمیں خریدی ہیں۔ میں نے پیمنٹ کی ہے۔ اگر کوئی اور ٹھیکیدار اس کو لینا چاہتے ہیں ٹھیکے پر، پہلے میرے 50% ادائیگی کر کے بعد میں بیشک ٹینڈر لے لیں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر جب ٹھیکیدار بھی ہو، بھائی کی صورت میں یا اپنے بندے کی صورت میں، تو پھر اس اسکیم کا کیا بنا کیا بنے گا۔ اور وہ بھی اس انداز میں کہ یہ مُجھے دیا گیا نہیں ہے۔ یہ قلعہ سیف اللہ کے عوام کے لئے اسکیم نہیں ہے۔ یہ میں نے پیسے کے بَل بوتے پر خریدی ہے کسی کو نہیں لینے دوں گا۔ اور نہ اجازت دے سکتا ہوں۔ اور اسی ڈپٹی ڈائریکٹر کے ٹرانسفر، 15 سالوں سے یہاں مسلط ہے۔ ایک لابی بنائی ہوئی ہے۔ میں یہ شکایت کر چکا ہوں سی ایم صاحب سے متعلقہ منسٹر سے، لڑائی تک نوبت پہنچی ہے۔ مگر وہ ٹَس سے مَس نہ ہوسکا نہ ہم کر سکے۔ اسی طرح ہمارے تمام انتظامی آفیسران کی یہی حالت ہے۔ لیویز کی تنخواہ 60 ہزار ہے 30 ہزار لیویز والا لے گا 30 ہزار اپنے ماتحت کو دینا پڑے گا۔ اور وہ ڈیوٹی نہیں دینگے۔ اسی طرح ڈاکٹر ہے، ہسپتال میں حاضر نہیں ہوگا۔ 27 ڈاکٹروں میں سے، ایک دن قلعہ سیف اللہ گئے تھے۔ ڈاکٹر خوشحال نام ہے۔ DHQ ہسپتال میں صرف ایک ہی ڈاکٹر موجود تھا باقی سارے غائب تھے۔ کوئی کراچی میں تو کوئی اسلام آباد میں، آدھی تنخواہ MS کو دے کے اور اپنے اُوپر جو مسلط ہے، DHO ہے، MS ہے جو بھی ہے اُس کو دے کے یہ کرپشن کا حال ہے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! ٹائم کا تھوڑا سا خیال رکھیں مہربانی۔

مولوی نوراللہ: ٹھیک ہے خیال کیا رکھوں بھائی! کیا سچ نہ بولوں؟ نماز کا ٹائم تو ہے۔ اسی طرح ہمارے سکول کا حال ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ آپ ہمارے ساتھ جائیں، سی ایم صاحب جاتے ہیں متعلقہ منسٹر صاحبہ جاتی ہیں۔ ایک ہائی سکول ہے، میں پہلے بھی پانچ سال ممبر رہا ہوں صوبائی اسمبلی کا، DEO کے سامنے متعلقہ ایجوکیشن منسٹر کو بتایا کانفرنس میں کہ یہ

ہائی اسکول کوژ کچ اُس کا نام ہے۔ پانچ سالوں سے اُسمیں تالا پڑا ہے۔تو جناب والا!میں اس بجٹ کو غیر منصفانہ، غیر عادلانہ اور قلعہ سیف اللہ کے عوام کے ساتھ ظلم کے مترادف سمجھتے ہوئے اِس پر احتجاج کرتے ہوئے اس بجٹ اجلاس سے اس گفتگو کے بعد کہ ہمیں فنڈز کیوں نہیں ملے، ہمیں اسکول کیوں نہیں مل رہا ہے۔دس مدارس کے لئے میں نے اپنی تجویز میں کچھ رقم رکھی تھی سی ایم صاحب یا اُسے کے اسٹاف نے اُس کو بھی نکال باہر کر دیا۔کیا یہ اسلام کا اس اسمبلی میں ہر ایک کا حق نہیں ہے؟ کیا اس عوامی فنڈ میں مسلمانوں کے اداروں کا، مسجد کا، مدرسے کا کوئی حق نہیں بنتا؟ صرف انگریزی پڑھنے والے اسکول پڑھنے والے کا حق ہے۔مسجد کو محروم رکھنا لازم ہے چرچ کے لئے رقم ہے مندر کے لئے رقم کی اجازت ہے، اقلیت کے نام پر بجٹ میں حصہ ہے۔قُرآن کے لئے پیسے کا کوئی نہ حصہ ہے نہ ضرورت ہے، مدرسے اور مسجد کے لئے نہیں ہے، اگر مدرسے اور مسجد اور مُلا کو کسی نے بدنام کیا ہے ہر مُلا ایسا نہیں ہے۔قُرآن گِلہ کریگا۔اسلام گِلہ کریگا۔خُدا مواخذہ کریگا کہ آپ نے کیوں ہمارے انمراکز کو محروم رکھا تھا؟ تو اِس بنیاد پر میں اِس اجلاس سے احتجاجاً اتحادی ہوتے ہوئے بھی اِس حق گوئی کو ثابت کرنے کے لئے واک آؤٹ کرتا ہوں۔اور سی ایم صاحب سے بہت احترام کے ساتھ کہ میرے ساتھ انصاف نہیں ہوا ہے۔قلعہ سیف اللہ کے عوام کے ساتھ بلکہ میں اگر یہ کہوں کہ پشتون بیلٹ کے ساتھ انصاف نہیں ہوا ہے۔وہاں نہ کاروبار ہے ہمارا بادینی بارڈر ہے وہ بارڈر کی طرح نہیں ہے نہ چمن کی طرح ہے نہ تفتان کی طرح ہے نہ دالبندین کی طرح ہے نہ کسی اور بارڈر کی طرح ہے۔نماز کا ٹائم ہے نماز پڑھنی ہے۔تو میں واک آؤٹ کرکے نماز کے لئے چلے جائیں گے۔میں احتجاج کے طور پر یہاں سے نکل جاؤں گا۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب۔

میر اصغر علی رند: ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی کس چیز کی؟

میر اصغر علی رند: یہ جو ڈاکٹروں کے بارے میں ہمارے ایک معزز رکن ڈاکٹر مالک صاحب نے جو بتایا تھا۔دو ڈاکٹروں کی۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہیلتھ منسٹر اِن کو جواب دے دیں۔لیکن ان کا تعلق میرے حلقے سے ہے۔یہ دو تمپ کے مقامی ڈاکٹر تھے۔

میر اصغر علی رند: جناب اسپیکر صاحب! میں نے جو کل اپنی اسپیچ میں بتایا تھا کہ تمپ ہمارا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے تربت سے 120 کلومیٹر مغرب کی طرف۔اور کل ہی کی اسپیچ میں مَیں نے بتا تھا کہ 20 سال پہلے جب تاج جمالی صاحب وزیراعلیٰ تھے وہاں پانچ ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے۔آج ایک بھی ڈاکٹر نہیں ہے۔تو میں نے ہیلتھ منسٹر صاحب سے ریکویسٹ کی تھی کہ کسی کا ہم نے نام نہیں دیا تھا، کہ دو یا تین ڈاکٹر ہمارے تحصیل ہیڈکوارٹر کو دیا جائے۔تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے وہاں

تمپ کے مقامی دوڈاکٹر، ڈاکٹر بالاچ اور ڈاکٹر محبّ اللہ جوتمپ ہی کے رہنے والے ہیں تربت سے انکا ٹرانسفر تمپ تحصیل میں کیا لیکن یہ نہیں گئے۔ اگر انتظامی کارروائی ہوتی تو ہم ان کو سبی میں یا ڈیرہ بگٹی میں یا کوئٹہ میں ٹرانسفر کر لیتے ہیں، تربت سے اپنے گاؤں اپنے گھر پر وہاں ڈیوٹی دے دیتے۔ پھر ان لوگوں نے وہاں ڈیوٹی نہیں دی۔ اور اس پر implement نہیں کیا تو ڈیپارٹمنٹ کو ہم نے ریکویسٹ کی اُس نے کارروائی کی۔ میرے خیال میں یہ کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہے۔ اور جہاں تک کہ انرجی ڈیپارٹمنٹ کی بات ڈاکٹر صاحب نے کی، تو میرے خیال میں سارے دوستوں نے اور ڈاکٹر صاحب نے خود بھی انرجی ڈیپارٹمنٹ میں پی بی 26 کے لیے سکیم دی ہوئی ہے۔ Thanks

جناب اسپیکر: thank you۔ جی نعیم بازئی صاحب۔ جناب محمد نعیم بازئی صاحب! میرے خیال میں آپ خود اپنے الفاظ کو own کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: دیکھیے سر! مَیں جواب میں نہیں جاتا ہوں مَیں سینئر آدمی ہوں لیکن اصغر 40 سال آپ کے پاس تھے تو ڈیوٹی دیتے تھے ناں۔ تو اِس دفعہ آپ کو چھوڑا ہے وہ ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں۔ سر! ایسا نہیں کریں میری بات سنیں۔ مَیں نہیں کروں گا۔ آپ نے اِنکو 19 گریڈ کی پوسٹوں کی بجائے 18 گریڈ میں بھیجا ہے۔ Which is wrong آپ اور ڈاکٹروں کو بھیج دیں۔ اِنہیں دو کو کیوں جو آپ کو چھوڑ دیا ہے اِن لوگوں نے۔

جناب اسپیکر: thank you thank you۔ جی نعیم بازئی صاحب۔

ملک نعیم خان بازئی: جناب اسپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ مجھے آج بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے کامیاب اور عوامی بجٹ پیش کرنے پر وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی، وزیرخزانہ شعیب نوشیروانی اور وزیر پی اینڈ ڈی ظہور احمد بلیدی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! اس عوامی بجٹ کی تیاری میں تمام آفیسران اور اسٹاف جنہوں نے عید کے باوجود دن رات کام کیا اُن کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان ایک قبائلی اور سیاسی صوبہ ہے، جس کی تمام نو پارٹیوں پر مشتمل اِس معزز ایوان کے تمام ممبران نے بجٹ اجلاس میں بھرپور شرکت کی اور اپنی اعلیٰ روایات کو قائم رکھا۔ جناب اسپیکر! جس کا تمام حکومتی اور اپوزیشن ارکان کو داد دیتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میں بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی درخواست کرتا ہوں کہ ہم سب کو اپنے صوبے کی ترقی اور خدمت کے لیے سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر کام کرنا چاہیے۔ جناب اسپیکر! اس عوامی بجٹ میں پہلی بار اپوزیشن کے ارکان کو بھی پوری نمائندگی دی گئی ہے، جس پر میں وزیراعلیٰ، حکومتی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! گزشتہ روز میں نے اپنے حلقے کے مسائل پر وزیراعلیٰ صاحب سے ملاقات کی تھی۔ میرا مطالبہ ہے کہ میں کم حیثیت، محکمہ تعلیم، محکمہ بلدیات اِن سب کے ان کے حل کی طرف توجہ دیں۔ آخر میں اپنی جانب سے تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے عوام اور علاقے کی خدمت کو اپنا مشن اور مقصد سمجھتا ہوں۔ آپ سب

سے اس سلسلے میں مدد کا طلبگار ہوں۔ بلوچستان زندہ باد پاکستان پائندہ باد۔ والسلام۔

جناب اسپیکر: thank you میں مولوی صاحب کو واک آؤٹ ختم کر کے واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی میر اسداللہ بلوچ صاحب۔

میر اسداللہ بلوچ: جناب اسپیکر! ایک اہم مجلس ہے جو سال میں ہوتی ہے اس سلسلے میں ایک بلوچ جس کے دَر و دیوار کا ظلم اور جبر سے اس حالت میں پہنچ جاتے ہیں اس کے اِردگرد کے ماحول اُسکے حق میں نہیں ہوتے۔ جبر کا زمانہ ہوتا ہے تو وہ بلوچ کچھ یوں کہہ کے الفاظ کو آگے لے جاتے ہیں کہ۔

ے ''ترا تئی زَن و سوز و بان و باگی ئے مبارک بنت
ترا تئی توپ و بھنگ مبارک بنت
منی بڑّ گارا منی مکہ ئیں ماتاں بہ بخش
منی مکہ ئیں ماتاں بہ بخش''

جناب سپیکر صاحب! اِس ملک میں 47ء کے بعد 33 وزراءاعظم آئے۔ اُن میں سے کچھ نگران، باقی جمہوری طریقے سے، اِن 33 وزراءاعظم میں سے تین وزراءاعظم کو شہید کیا گیا۔ جس میں فرسٹ لیاقت علی خان تھے، پھر پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو، اسکے بعد بینظیر بھٹو شہید کی گئی۔ اسی کے ساتھ بلوچستان میں 21 وزراءاعلیٰ ہیں۔ ہر ایک نے اپنا دَورِ احسن طریقے سے گزارا۔ تاریخ ان کو یاد رکھتی ہے، جنہوں نے اچھے کام کیے ہیں جنہوں نے اِس صوبے کے ساتھ اس عوام کے ساتھ اس ملک کے ساتھ جو غلط انداز سے پیش آئے وہ تاریخ کوئی نہیں مٹا سکتا۔ جناب سپیکر صاحب! یہ 33 وزراءاعظم نے جب بھی جس زمانے میں جنہوں نے ہی بجٹ پیش کیا، ایک بڑی تعریف کے ساتھ انہوں نے بجٹس پیش کیے ''کہ ہم اس ملک کو، اس کی اکائیوں کو ایک بہتر سے بہتر طریقے سے، اُن کی معاشی، ان کی معاشرتی، ان کی سماجی تمام پہلوؤں پہ بہتر طریقے سے کام کر کے اس ملک میں خوشحالی پیدا کریں گے'' 33 وزراءاعظموں نے اپنی پارٹیوں کے ساتھ یہی آواز کے ساتھ کام شروع کیا۔ اسی طریقے سے 21 وزراءاعلیٰ آئے۔ سب سے پہلے وزیراعلیٰ سردار عطاءاللہ مینگل، نیب کی گورنمنٹ تھی۔ اُنکی ایک تاریخی روایتیں ان کی تاریخی قربانیاں تھیں، نو مہینے کے بعد وہ ختم ہوئی، آخری وزیراعلیٰ سرفراز صاحب ہیں جو بیٹھے ہوئے ہیں آنے والا وقت فیصلہ کرے گا کہ اِس صوبے کے ساتھ وہ اچھائی کرے گا اور اچھائی کا ثمرہ اس کو ملے گا اگر کوئی ایسے غلط کام تاریخ میں لکھے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کے توسط سے میڈیا کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں، اگر ان 75 سالوں میں جتنی حکومتیں آئیں ان سب نے کہا کہ ہم پاکستان اور اکائیوں کو ترقی دیں گے۔ اس 75 سال کے بعد اب بھی غریب، غریب، امیر، امیر، وہ حالات ہیں جو 75 سال پہلے سے خاص کوئی

تبدیلی نہیں آئی۔ آج جب ہم آئینے کو دیکھتے ہیں، اُس آئینے کو مَیں دیکھتا ہوں بلوچستان کے جہاں سے لوگوں کے لیے وہ بنیادی سہولتیں موجود نہیں ہیں۔ ہر ماں کا یہ ارمان ہے کہ میرے بیٹا ڈاکٹر بنے۔ ہر باپ کی یہ امید ہے کہ میرا بیٹا انجینئر بنے۔ پائلٹ بنے۔لیکن ہم نے دیکھا اُنکے ارمان پورے نہیں ہوئے۔ جناب یہ پی ایس ڈی پی جو آج ہم اس پر بحث کررہے ہیں۔ اگر استحصالی نظام کے تحت غیر منصفانہ وسائل کی تقسیم کے تحت چیزوں کو اگر دیکھا جائے، یہ پی ایس ڈی پی صرف گوادر کی اس جدید دور میں جناب اسپیکر صاحب! سیوریج لائن کے لیے بھی ناکافی ہے۔صرف گوادر کی جو جدید دنیا میں ہم اس وقت پتھر کے زمانے سے، جہاں 75% لوگ بلوچستان میں وہ پُرانے لیٹرین استعمال کررہے ہیں۔ جو لیٹرین کا تصور بھی نہیں ہے۔کہیں کھڈہ کھود کے کوئی کسی نے اگر بنگلہ بھی بنایا ہے۔کہیں کھڈہ کھود کے اگر یہی کھڈہ کھودنے کا سلسلہ چلتا آرہا 50 سال کے بعد اس زمین کے نیچے جو پانی ہوگا وہ poison ہوگا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ پی ایس ڈی پی جو ہم اس وقت ہم اِس پر بات کررہے ہیں۔ یہ صرف گوادر ڈسٹرکٹ جو چار سو کلومیٹر کی radius پر پھیلی ہوئی ہے اُس کی سیوریج لائن کیلئے ناکافی ہے۔ہم آیا بحثیت بلوچستانی، بحثیت قوم، اپنے آپ کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں؟ یا استحصالی نظام کی چکی کے پیچھے پڑ کے جیسے 75 سال گزر گئے اور آنے والے وقت میں مزید یہ سال گزرتے جائیں گے، اِس سلسلے میں، میں تھوڑی اِس پر نظر ڈالوں۔ جناب! وفاقی بجٹ، وفاقی بجٹ جو 18 ہزار 8 سو 77 ارب کا بجٹ پیش کیا گیا۔جس میں 8 سو 50 ارب کا خسارہ شو کیا گیا۔ وصولی کا تخمینہ 12 ہزار 9 سو 70، صوبوں کے حصے میں 7 ہزار 4 سو 38 اور سود کی ادائیگی میں 9 ہزار 7 سو 75 جناب اسپیکر صاحب! یہ بجٹ آئی ایم ایف نے بنایا ہے۔ آج کے اخبار میں وزیراعظم کی اپنی ہی ہیڈ لائن ہے ''کہ یہ بجٹ آئی ایم ایف کے ساتھ ہم نے مل کے بنایا ہے'' اُس کی ساتھ ایک تصویر لگی ہوئی ہے۔ اگر ہم اِس تصویر کو دیکھیں۔ اِس تصویر میں کہیں کینیا کے عوام پارلیمنٹ پر حملہ کررہے ہیں مہنگائی کے خلاف، ساتھ ہی لگا ہوا ہے مہنگائی کے خلاف، اگر اس بجٹ میں مہنگائی اس حد تک جب پہنچ جاتی ہے۔تو حالات کیا ہونگے؟ اِس سلسلے میں مَیں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو کہ تاریخی حقیقتیں ہیں اُن کو ہم جھٹلائیں گے تو یہ تاریخ کو کوئی مسخ نہیں کرسکتا ہے۔ زمینی حقائق کے ساتھ چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔ 1 سو 31 ارب ڈالرز سے اُوپر اس وقت آئی ایم ایف کے، پیرس کلب کے، سعودی کے، ورلڈ بینک کے، ایشیاء، جنوبی بینک کے اور باقی جتنے چائنا، جرمنی، امریکہ، مل ملا کے بہت سے ملکوں کی 1 سو 31 ارب ڈالرز کے اِس وقت ہم قرضدار ہیں۔ اور ہم بڑی شان کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا بجٹ بنایا۔ جناب اسپیکر صاحب! سرمایہ دارانہ نظام میں سامراج اور سامراجیت جب اپنی آخری شکل تک پہنچ جاتی ہے تو کنسوشیم کے حوالے سے بینکوں کے ذریعے دُنیا کے ترقی پذیر ممالک جو تھرڈ ورلڈ کنٹریز ہیں اُنکو لون دے کے اپنی سود، انٹرسٹ کے چنگل میں پھنسا کے، کہ وہ کبھی ملک ترقی نہیں کریں گے۔ اِس حالت میں جو آپ کی ہماری مجموعی طور پر اِس وقت جو

پوزیشن ہے، GDP کی۔ ہم باتیں تو بہت کرتے ہیں۔ بڑی بڑی تقریریں ہم بہت کرتے ہیں۔ لیکن جو حقائق کی بنیاد پر چیزوں کو دیکھ کے بہت سی چیزیں ہماری سمجھ میں آسکتی ہیں کہ اِس وقت یہ ملک کہاں کھڑا ہے؟ بند گلی میں کھڑا ہے؟ کہاں جاسکتا ہے؟ اِس کا ذمہ دار کون ہے؟ GDP کی گروتھ، جو ورلڈ بینک، اِن ساؤتھ ایشیاء، GDP کے گروتھ کے بارے میں جو اِس وقت ہم موجود ہیں، بنگلا دیش 5.6، انڈیا 6.3، پاکستان 1.7، افغانستان 4.7، نیپال 3.9، تو اِسی بنیاد پر باقی جو reserve ہمارے ملک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اِرد گرد کے حالات کے حوالے سے کچھ چیزوں کو میں آگے بڑھاؤں۔ اِس وقت جو فارن ایکسچینج ہے ایران کے پاس 26 ارب ڈالرز موجود ہے۔ بنگلا دیش کے پاس 25 ارب ڈالرز موجود ہیں۔ افغانستان کے پاس 9 ارب ڈالرز موجود ہیں۔ اور انڈیا کے پاس 6 سو ارب ڈالرز موجود ہیں۔ اور ہمارے اسٹیٹ بینک کی رپورٹ یہ ہے پرائیویٹ بینکوں کو چھوڑ کے 5 ارب۔ یہ صرف پانچ ارب۔ یہ ہماری GDP کی پوزیشن ہے۔ وہ GDP کی پوزیشن تھی یہ ہمارے ریزرو ہیں۔ تو اِس حوالے سے آگر ہم چیزوں کو دیکھیں۔ میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اِس ملک کو نظریہ ضرورت کے تحت چلایا گیا۔ جو بنیادی اُصول تھے اُن کو پامال کیا گیا۔ دُنیا کے کئی ممالک نے لون لئے۔ آئی ایم ایف سے لیئے۔ ورلڈ بینک سے لیئے۔ لیکن اُنہوں نے جامع منصوبہ بنا کے اپنے ملک کو اپنے پیروں پر کھڑا کر دیا۔ ہم نے اِن پیسوں کو ذاتی مقاصد اور غلط راستوں پر لگا کے، اُس کے بعد آج ہم اِس پوزیشن میں ہیں، جب وزیر خزانہ مرکز میں بجٹ پیش کر رہا تھا۔ کہتا ہے کہ آئی ایم ایف کے لون کے بغیر ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ یہ ہماری پوزیشن ہے۔ اگر اِس پر ہم دیکھیں۔ آئی ایم ایف یہودیوں کا ایک بہت بڑا بینک ہے۔ جس کی سربراہی امریکن کر رہے ہیں۔ سکینڈ ورلڈ وار کے بعد بہت سے ملک آزاد ہوئے بہت سے نئے ملک بنے۔ پاکستان بھی سکینڈ ورلڈ وار کے بعد ہی معرض وجود میں آئی۔ ہم بنیادی طور پر بلوچستان کا حصہ نہیں تھے۔ ملک عالمی سامراج اور اُن کے مفادات کے خاطر اِس خطے میں بہت سے جغرافیکل تبدیلی لائی گئی۔ اُس تبدیلی کے حوالے سے بہت سی کالونی تھیں وہ بھی آزاد ہوئیں۔ ہمارے دبئی، مسقط، بحرین، کویت، یہ سارے اُس زمانے میں اِس کے ساتھ جو اسرائیل ہے، وہ بھی سکینڈ ورلڈ وار کی سرزمین پر بہتر جگہ اور مواقع تلاش کی۔ میں وہ دُور کے ہسٹری پر نہیں جانا چاہتا ہوں لیکن آج پورے اسلامک ورلڈ پر اسرائیل ایک طاقت بنی ہوئی ہے۔ اُس کے لیے آپ بھی کام کر رہے ہیں میں بھی کام کر رہا ہوں۔ دوسرے بندے بھی کام کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں پتہ نہیں ہے کیونکہ اُنکا ہر سامان ہمارے گھروں میں پہنچ رہا ہے۔ اِس کے بارے میں ہمیں کوئی پتہ نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بہت سی چیزوں کو اہمیت کے حوالے سے اگر دیکھا جائے۔ ابھی میں آتا ہوں بلوچستان اِس ملک کے لے کیا اہمیت رکھتا ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ سارے ساتھی تھوڑا اس کو سنیں تاکہ آنے والے وقت میں ہمارے لیے بہتر راستہ نکل سکے۔ پاکستان کی اہمیت اِس وقت بلوچستان کے علاوہ بالکل کمزور پوزیشن پر ہوگی، انتہائی کمزور

پوزیشن پر ہوگی۔ اِس وقت جو بین الااقوامی طور پر رشتہ جوڑا جارہا ہے معاشی اور معاشرتی جناب اسپیکر صاحب! وہ بلوچستان کی rich سرزمین ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑے پیمانے پر جو دولت اُس کے سینے کے نیچے دفن کی ہیں، اسی سرمایہ، اِسی گولڈ، اِسی کاپر، اِسی گیس اور اِسی گوادر کی وجہ سے ابھی رشتہ ہے چائنا اِس وقت کہیں کوئی معاہدہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، گوادر کی وجہ سے ہی ہمارے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہے اور گوادر بلوچستان کی کلمتوں کی تلوار سے لی ہوئی سرزمین ہے۔ اِسی طریقے سے ریکوڈک اگر آج امریکی کمپنی ہم سے بات کرنا چاہتی ہے، بیرک گولڈ اگر ہم سے بات کرنا چاہتا ہے تو اِس کی اہمیت اِس لیے ہے کہ بلوچستان میں ہے اور یہ رشتہ internationally جو جوڑا جارہا ہے بلوچستان کی وجہ سے۔ اِسی پیمانے پر سیندک کے اور بلوچستان کے وسیع پیمانے پر جو مائننگ کی جارہی ہے تو یہ ایک اہمیت کی حامل ہے۔ آج بلوچستان کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ بلوچستان کو کیا مل رہا ہے اس سے؟ اِس سرزمین کے باسیوں کو اِس سے کیا مل رہا ہے؟ ہم اپنے لوگوں کو اس حوالے سے اِس جدید دور سے، نئے چیلنجز سے، آیا یہ مقابلہ کرسکتے ہیں؟ اِس کے لیے ہمارے پاس کوئی پالیسی نہیں ہیں۔ ناں یہاں اِس صوبے میں نہ پشتون کے پاس یہ پالیسی ہے نہ بلوچ کے پاس یہ پالیسی ہے۔ ہمیں مل کر ملک کے حصے ہوتے ہوئے فرسٹ ہم اِس سرزمین پر جو بیٹھے ہوئے ہیں اِس کے جو وسائل ہیں جو ہزاروں سالوں سے یہاں دفنے ہوئے وسائل ہیں اِس سرزمین کے لوگوں کی امانت ہے اور اِن امانتوں کو خیانت کرنا انتہائی زیادتی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! یہی صورتحال۔۔۔

جناب اسپیکر: مہربانی کریں آپ بجٹ کے اوپر آئیں تقریباً، تھوڑا ٹائم کا خیال رکھیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: یہ بھی تھوڑا اِسی بجٹ سے ہی متعلق ہے۔ کیونکہ ہم جوڑے ہوئے چیزوں کو اِس بجٹ پر پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ تو ایک ڈسٹرکٹ کی سیوریج لائن کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اُس پر میں آتا ہوں انشاءاللہ۔ تو جناب اسپیکر! اِس ملک میں 56 کارپوریشن ہیں۔ اِن کے جتنے بھی MD ہیں وہ ریٹائرڈ آرمی کے لوگ ہیں۔ ایک بھی بلوچ نہیں ہے۔ آیا ہم اگر اِس ملک کا حصہ ہیں ہمارے لئے ریکوڈک اگر اہمیت رکھتا ہے اِس ملک کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ کم ازکم یہاں جو ہماری حصہ ہوگا، کم ازکم وہ بھی ہمیں ملنا چاہیے۔ لیکن ہم چلاّ، چلاّ کے کہتے ہیں مگر کبھی ہماری آواز سنی ہی نہیں گئی۔ تو اسی حوالے سے باقی ہم چیزوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ پاکستان میں جو elite class ہے۔ یہ دولت کا جو سرچشمہ ہے یہ وہاں جارہا ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دوں۔ جتنے شوگر ملز یہاں ہیں یا تو سیاسی طور پر اسمبلیوں میں ہیں یا بڑے بڑے چوہدری ہیں، یہاں کی فصل صحیح ہوگی تو اِن کی دولت بڑھے گی یا باہر سے بھی منگوائیں گے اِن کی دولت بڑھے گی۔ اِن لوگوں نے اِسی ملک سے زرعی بینک سے ٹریلین کے حساب سے لون لیے گئے ہیں۔ پھر معاف کروائے گئے ہیں۔ زرعی بینک لاہور، فیصل آباد اور بہاولپور سے کئی پیمانے پر انہوں نے بہت بڑے لون لئے گئے ہیں۔ پھر اُن کو معاف کروایا۔ آیا کوئی ایک

یہاں کے زمیندار کا لون معاف کروایا گیا؟ مجموعی طور پر جو بلوچستان کے حق میں جتنے بھی کارخانے لگے ہیں جناب اسپیکر صاحب! لاہور کے لوگ آئے۔کارخانوں کے نام پر یہاں سے لون لیا گیا۔ اُس کے بعد اِس فیکٹری کو mortgage کیا گیا دو سال کے بعد یہ مشینری اٹھا کر لاہور لے کر گئے اور وہ فیکٹری اِن کے قبضے میں رہی۔تو یہاں بلوچستان کے عوام کو ایک ٹیڈی کا بھی فائدہ نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر صاحب! سچائی یہ ہے کہ ہماری جو خارجہ پالیسی ہے، یہ خارجہ پالیسی جانبدار خارجہ پالیسی کی وجہ سے ملک یہاں ترقی نہیں کر سکا۔اب بھی وقت ہے کہ RUSSIA کے ساتھ، ایران کیساتھ، باقی ایشیاء ممالک جتنے بھی جنوبی ایشیا کے ساتھ ہیں اِن سے آزادانہ ایک بزنس تجارت کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ہم صرف ایک ہی جگہ پر اَڑے ہوئے ہیں کہ آئی ایم ایف جب ہی ہمیں کہے گا ہم اُس سے ہی لون لیں گے۔اُن شرائط پر لیں گے جس سے اِس ملک کا پیمانہ بالکل بگڑتا جا رہا ہے۔ ہر آنے والے دن میں ہر ایک بندہ لاکھوں کروڑوں روپے کا قرضدار بنتا جا رہا ہے۔ اِسکے ذمہ دار بلوچستان کے عوام نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! ملک میں جب سیاسی استحکام آئیگا، یہ معیشت دانوں نے کہا ہے، جب سیاسی استحکام آئیگا تب ہی معاشی استحکام ہوگا۔اِس وقت یہاں جو غیر یقینی کی کیفیت ہے، معاشی استحکام یہاں نہیں ہے۔آپ آئی ایم ایف کے لون کے ذریعے اپنا بجٹ بنا رہے ہیں۔ہم وہاں انتظار کر رہے ہیں کہ این ایف سی ایوارڈ کے تحت اِس صوبے کو کیا ملے گا؟ آئی ایم ایف اِس وقت بھی سوچ رہا ہے کہ میں اِس قسط کو دوں یا نہ دوں۔8 ارب ڈالرز کو میں payment کروں یا ناں کروں تو اگر انہوں نے نہیں کیا تو یہ کیا ہم کس پوزیشن پر رہیں گے؟ جولائی کے end میں 25 ارب ڈالرز آپکو adjust کرنے ہوں گے آپ کہاں سے کریں گے؟ اِس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ جو سیاسی طور پر چیزوں کو غلط سے tackle کیا جا رہا ہے، ہر ادارے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اگر ملک کو چلائیں، اِس سے بڑھ کر ملک کی ترقی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ یہاں ہر ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت، جتنے لوگ، ہم لوگ یہاں اِس وقت بیٹھے ہوئے ہیں، ہدایت اللہ صاحب نے اُس روز کہا کہ جناب کرپشن کو بند کیا جائے کرپشن نہیں ہوگی۔ سچائی کے ساتھ بتائیں یہ جو الیکشن ہوا تھا اِس ملک میں یہ صاف اور شفاف تھا؟ XXXXXXXX-XXXXXXXXX-XXXXXXXX-XXXXXXXXXX تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو الیکشن مجموعی طور پر ہوا، یہ شفاف نہیں ہوا ہے اس ملک میں۔ یہ پورے پاکستان میں شفاف الیکشن نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: اسد بھائی! آپ مہربانی کر کے بجٹ speech کی طرف آئیں۔ یہ جو آپ left,right جا رہے ہیں اس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔۔۔(مداخلت۔شور) یہ الفاظ آپ کے حذف کئے جاتے ہیں۔آپ سے گزارش ہے کہ ٹائم کی پابندی کریں۔جس چیز کا کوئی ثبوت نہیں الزام لگانے کا کوئی فائدہ ہے؟۔۔۔(مداخلت۔شور)

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی و برقیات): جناب اسپیکر!۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: صادق عمرانی صاحب! آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں ۔چیئر کو ایڈریس کریں۔ صادق عمرانی صاحب! آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں ۔ اسد کے یہ الفاظ حذف کیئے جاتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ مہربانی کر کے ٹائم کی پابندی کریں گے۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! سچائی کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ جتنی بھی یہاں تالیاں بجائیں جناب۔ لیکن ایک سچائی ہے ایک حقیقت ہے تاریخ اسکو دہرائے گی۔

جناب اسپیکر: آپ سے گزارش ہے کہ ٹائم کی پابندی کریں گے۔ جس چیز کا ثبوت نہ ہو الزام لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! وفاق کے پاس اس وقت جو ہم بجٹ بنائے گئے تھے ہمارے پی پی ایل اے کی 58 بلین 10 سالوں سے پڑے ہوئے ہیں، وہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ نئے ایگریمنٹ کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ جو اس دفعہ یہ پیسے جو پڑے ہوئے ہیں وزیر اعلیٰ بلوچستان کے حلقے سے یہ گیس نکلتی ہے۔ اور وہاں سے یہ ہر وقت ہمارے ہی قرضدار ہیں۔ آپ کے آزاد کشمیر والوں نے اپنے بقایاجات ایک ریلی کے ذریعے نکال لئے۔ ایک ریلی نکالی اور اُن کے بقایاجات ٹائم پر انکو مل گئے۔ ہمارے جو بلوچستان کے بقایاجات ہیں 10 سالوں سے کم رقم بھی نہیں ہے یہ 58 بلین جو بقایاجات ہیں ہم امید رکھتے ہیں کہ ان بقایاجات کو بہتر طریقے سے اس مرکز سے لے کے آئیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! ریکوڈک پر میں آتا ہوں۔ ابھی ریکوڈک میں 22 جون 2024 کو ایک اشتہار آیا۔ بیرک گولڈ کے سی ای او یہاں آئے تھے، جس زمانے میں ہم گورنمنٹ میں تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہاں نوکری جب ہوگی تو پورے بلوچستان کے عوام اور پہلے یہ اُس ڈویژن کو دی جائے گی۔ لیکن میں آپ کو بتادوں کہ اس کے انجینئر کی پوسٹ وہاں ہیں۔ ڈرائیور ہیں۔ کلینز ہیں۔ ڈاکٹر ہیں۔ تمام پوسٹیں جو 60 سے 70، 80 پوسٹیں ہیں۔ SKB کو انہوں نے دیئے ہیں وہ ان کا انٹرویو کروا رہے ہیں 22 جون 2024 کو یہ گلبرگ تھری لاہور میں وہاں جا کے لوگ اُدھر ہی انٹرویو دے دیں۔ آیا ہمارے لوگ وہاں لاہور میں جا سکتے ہیں۔ کوئی غریب طالب علم لاہور میں جا سکتا ہے اس سلسلے میں؟ اس لیے آپ اس میں رولنگ بھی دے سکتے ہیں اس سے آپ ان کو بلا بھی سکتے ہیں۔ یہ جو انہوں نے اناؤنسمنٹ کیا ہے اشتہار دیا ہے کہ بلوچستان سے یہ ریکوڈک بلوچستان ہی کا ہے آئین کے آرٹیکل 172 کلاس 3 پر کہ 50 پرسنٹ اُس علاقے کے لوگوں پر خرچ ہوں گی لیکن یہ ہے کہ اگر سونا بھی ہمارے لے جائیں نوکریاں بھی وہی لے جائیں۔ گوادر کی زمین بھی وہی لے جائیں تو بلوچستان کے لیے بچا ہے کیا؟ بلوچستان کے لیے بچے گا کیا؟ تو ہم سمجھتے ہیں ایسی چیزیں جو اجتماعی

بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXXX-XXXXX-XXXXX-XXXXX کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

قدرے مشترکہ ہیں، ایسی چیزوں کو بہتر طریقے سے tackle کیا جائے تا کہ آنے والے وقت میں یہ سلسلہ نہ چلے۔ یہاں جب ہم بات کرتے ہیں، سنجیدگی کے ساتھ، کوئی یہاں سے اُٹھتا ہے کوئی وہاں سے۔ جناب! یہ ہماری سیاست میں یہ حالات خراب کیسے ہوئے؟ جنرل ضیاء کا مارشل لاء آیا۔ جنرل ضیاء کے مارشل لاء کے دوران غیر جماعتی الیکشن ہوا۔ اُس غیر جماعتی الیکشن میں پیپلز پارٹی کو اچھا خاصہ نیچا دکھایا گیا۔ اُن کے ورکروں کو مارا گیا۔ وہاں لوگوں کو پلاٹوں کی رشوت دی گئی۔ وہاں لوگوں کو ذاتی فنڈز کی رشوت دی گئی۔ آج وہی وبا ہے جو جنرل ضیاء کے ٹائم سے شروع ہو کے آج تک یہ سلسلہ چلتا آرہا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کر کے بجٹ اسپیچ پر آئیں مہربانی کر کے۔ timing کی پابندی کوئی نہیں کر رہا میں تو بار بار کہہ رہا ہوں۔ اِس کو تو ابھی کیا کریں۔ اور طریقہ استعمال کریں پھر ہم لوگوں کو، کسی کو بھی پسند نہیں آئے گا وہ۔ مہربانی کر کے گزارش ہے۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں ناں میں تو۔۔۔

جناب اسپیکر: اسد بھائی دیکھیں! اگر ہم رولز کے مطابق چلیں گے پھر وہ یہ نہیں آئے گا۔ مہربانی کر کے میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں بجٹ اسپیچ پر آجائیں مہربانی کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: بجٹ پر آرہا ہوں میں تو ایک ہی پارٹی کا ایک ہی بندہ ہوں۔ باقی ماشاء اللہ ہر ایک اٹھارہ اٹھارہ بندے ہیں وہ تو سب کے اگر منٹوں کو حساب کریں۔

جناب اسپیکر: اگر اس طرح کریں گے تو یہ سیشن رات کو بارہ بجے تک چلے گا۔ اس میں ہر ایک بندے نے بولنا ہے۔ اور آج آخری دن ہے اس طرح یہ کنکلوڈ بھی نہیں ہوگا۔ آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے بجٹ کی طرف آئیں وائنڈ اَپ کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: جی تھوڑا میں سی پیک کے متعلق آتا ہوں۔ سی پیک کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں نیا phase جب شروع ہوگا جناب وزیر اعلیٰ صاحب آپ بھی سنیں۔ جب نیا phase شروع ہوگا اس کے حوالے سے جو پہلا فرسٹ فیز تھا اس فرسٹ فیز کے حوالے سے بلوچستان کی اسمبلی میں سارے لوگوں کو اعتماد میں لے کے جو 56 بلین ڈالرز جو خرچ ہوئے تھے اُس 56 بلین ڈالرز کا یہاں بلوچستان کے عوام کو حساب دیا جائے؟ بلوچستان کے عوام کو کم از کم حساب دیا جائے ادھر یہی میں کہنا چاہتا ہوں۔ دوسری بات ریکوڈک کے معاملے پر آپ ایک رولنگ دے دیں کہ ریکوڈک میں آپ اپنی سربراہی میں ایک ٹیم لے کے ریکوڈک کا دورہ کریں۔ اس میں ہمیں ساتھ لے کے جائیں۔ تا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں ہماری سرزمین ہے اتنا بڑا پروجیکٹ ہے۔ امید ہے کہ آپ یہ کر سکتے ہیں۔ میں ابھی آتا ہوں آپ کے صوبہ کے اس

بجٹ پر۔ جو بجٹ بنایا گیا دیکھیں جناب سپیکر صاحب! جب بجٹ بنتا ہے۔اس کے لیے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ذمہ دار ہے۔اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ اپنی ایک میٹنگ چیف سیکرٹری کی سربراہی میں، تمام سیکرٹری حضرات کو بلایا جاتا ہے۔ پھر سیکرٹری اپنے ڈیپارٹمنٹ میں تمام اضلاع کو لیٹر لکھیں گے، اپنے بندے بھیجیں گے، وہاں ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں ایک سیمینار ورکشاپ ہوگا۔ وہاں جتنے بھی اسٹیک ہولڈرز ہیں سب کو بلایا جاتا ہے تاجروں کو بلایا جاتا ہے پولیٹیکل پارٹیوں کو بلایا جاتا ہے۔ وہ ڈیبیٹ ہو کے recommendation آ کے پی اینڈ ڈی میں آجاتی ہے اور ڈیپارٹمنٹ ان کو دیکھ کے بہتر سے بہتر بنائیں گے۔ یہ ایک طریقہ کار ہے۔ جہاں کہیں دنیا میں بھی یہ طریقہ کار ہے یہ سلسلہ چلتا آرہا ہے۔لیکن ہم نے دیکھا کہ یہاں بجٹ ایسے چپکے سے بنایا جاتا ہے، راز میں بنایا جاتا ہے، کسی کو پتہ نہ ہو۔حالانکہ بجٹ ہے یہ تو جیسے باقی ملکوں میں بنایا جاتا ہے کہ آنے والے وقت میں ہمارے پاس یہ سکیم ہے۔ ہیلتھ کی یہ سکیم ہے ایگریکلچر کی یہ سکیم ہے بڑے شان کے ساتھ وہ کرنا چاہتے ہیں۔لیکن یہاں چپکے سے بنائے جاتے ہیں۔اس پر میری حیرانگی ہے کیوں چپکے سے بنایا جاتا ہے؟ حیرانگی اس بات کی ہوتی ہے ابھی یہ بلوچستان کے مجموعی طور پہ اپنے سکولوں کو دیکھ کے جناب آپ کے 60 ہزار ٹیچرز ہیں۔

جناب اسپیکر: wind up کریں پلیز۔

میر اسد اللہ بلوچ: جی ہاں۔ 60 ہزار ٹیچر میں سے آپ کے 15 ہزار ٹیچر گھوسٹ ہیں جناب۔ منسٹر صاحبہ آپ اس کو نوٹ کریں، شاید اس کو آپ نوٹ کریں گی۔ جس میں سے چھ ہزار اسکول آپ کے نام کے ہیں وہ بھی گھوسٹ ہیں۔ بلوچستان میں 20 لاکھ نوجوان بیروزگار ہیں۔ بلوچستان میں سالانہ 25 ہزار گریجویٹ نکلتے ہیں۔ مجموعی طور پر بلوچستان میں 20 لاکھ جو بیروزگار ہیں اسمیں ڈاکٹرز، انجینئرز، تمام ایگریکلچرسٹ وہ سب ہی آتے ہیں۔ اگر ان کو ایڈریس نہیں کرتے ہیں میرے خیال میں یہ بجٹ آپ کو کہاں لے کے جائے گی۔ ہیلتھ کی یہی حالت ہے۔ ہیلتھ میں مجموعی طور پر دنیا میں ایک ہزار انسانوں پر ایک ڈاکٹر ہے۔ باقی جگہوں 500 انسانوں پر ایک ڈاکٹر ہے۔ پاکستان میں تیس سے پچیس ہزار بندوں پر ایک ہی ڈاکٹر ہے۔ یہ ہیلتھ کی پوزیشن ہے ہمارے بلوچستان میں اور حالت بگڑ گئی ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی ہیلتھ کے حوالے سے زچگی کے، مَیں یقین سے بات کروں جو نیوٹریشن جو خوراک کی کمی سے تیس فیصد ہمارے علاقوں میں دیہی علاقوں میں زچگی کے دوران لوگ مرتے ہیں۔ کیونکہ خوراک کی کمی ہے۔ اسی وجہ سے اس لئے جامع پالیسی کے تحت ان کو کبھی کبھی این جی اوز خوراک دیتی ہیں۔لیکن اِس بھیک سے کبھی صوبے اور ملک نہیں چلتے ہیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر طریقے سے آئندہ آنے والے دنوں میں بہتر پالیسی ہوگی ہیلتھ کے منسٹر بہتر اور سی ایم صاحب بہتر پالیسی اپنائیں گے کچھ چیزوں کو آگے لے کر کے جائیں گے۔ دوسری ایک مسئلہ ہے جو اس کو ہم اگر دیکھیں،

جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان میں جو لاکھوں۔۔۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے windup کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: جناب اسپیکر! جی جناب۔ جناب اسپیکر! ایک اہم بات ہے کہ بلوچستان میں یتیم اور بیوہ ہیں اس پر کسی کی نظر نہیں پڑتی لاکھوں یتیم اور بیوائیں ہیں وہ ایک تو یہ قاتل روڈ کی وجہ سے کئی گھر تباہ و برباد ہوئے اور سارے وہ بیوہ ہر گھر میں ہر دوسرے گھر میں ہیں۔ دوسرے ہمارے سماجی ہماری قبائلی جھگڑوں نے بنیاد تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہر گھر میں دو تین یتیم، اور بیوہ ہیں۔ تیسری ریاستی جبر کے حوالے سے بڑے پیمانے سے بڑے گھروں میں تباہی آئی یہ لاکھوں کے حساب سے ہیں اگر ریاست اِنکو own نہیں کرے گی یہ ہوٹلوں میں جائیں گے گیراجوں میں جائیں گے یہ لوگ آ کے ریاست کو بعد میں اپنا حساب لیں گے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا۔ اِن کو own کرنا چاہیے ریاست کو بلوچستان میں لاکھوں ایسے یتیم اور بیوہ ہیں جو اپنے گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر: اسد صاحب! مَیں بار بار ریکوئیسٹ کر رہا ہوں کہ ڈسپلن کا خیال رکھیں آپ سب لوگوں کا ٹائم لے رہے ہیں kindly windup کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: سر! میں لاء اینڈ آرڈر کے سچوئیشن پر مَیں تھوڑی سی بات کروں کہ 84 ارب اس بجٹ اسپیچ میں رکھا گیا تھا 84 ارب۔ بعد میں جب مَیں نے اسٹڈی کیا یہ 84 نہیں ہیں یہ 92 ارب ہیں۔ تو یہ جو لاء اینڈ آرڈر کی سچوئیشن پر ہیں یہ ہماری جو لیویز اور پولیس ہیں 75 ہزار انکی تعداد ہے۔ لاء اینڈ آرڈر سچوئیشن سے کیا ہم مطمئن ہیں؟ ہر تھانہ اُس علاقے میں ہر تھانے میں کوئی چور نہیں پکڑا جاتا ہے یہ 75 ہزار پولیس اور لیویز کہاں ہیں جن کے لئے مجموعی طور پر 92 ارب رکھے گئے ہیں اور بلوچستان میں مَیں آپ کو بتاؤں چوری اور ڈکیتی اِتنی عام ہوئی ہے ہمارے علاقے میں بزرگ راہنما مولوی رحمت اللہ جو 80 سال کی عمر کا تھا تاریخی ایک انسان تھا اُس کے گھر میں بھی ڈاکہ ڈالا گیا ابھی تک وہ پکڑے نہیں گئے ہیں۔ مولوی رحمت اللہ کا جمعیت سے تعلق تھا اُن کا تو اِن حالات میں جب ایسے پیسے رکھے جاتے ہیں تو پولیس کدھر کن علاقوں میں بیٹھی ہوئی ہے چینوں میں بیٹھی ہوئی ہے مَیں نے نہیں سنا کہ کسی منشیات فروش کو یہاں پکڑا گیا کوئی چور کو پکڑا گیا مَیں ریکوئیسٹ کرتا ہوں گورنمنٹ سے مَیں یہ کہنا بھی چاہتا ہوں کہ جناب! ہر تھانے کے ایریا میں جہاں سے کوئی چور کوئی چوری ہوئی تو ذمہ دار اُس تھانے کے ایس ایچ او کو ٹھہرایا جائے تو اسی طرح جو منشیات ہیں پانچ لاکھ لوگ منشیات کے عادی ہیں جناب اسپیکر صاحب! پانچ لاکھ لوگ۔

جناب اسپیکر: آپ ڈسپلن کا خیال نہیں رکھ رہے ہیں۔ لاسٹ تین منٹ ہیں پھر مَیں آپ کا مائیک بھی بند کروں گا اور دوسرے کو موقع دوں گا۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! ویسے ہی windup کر رہا ہوں۔منشیات کے پانچ لاکھ عادی ہیں سارے نوجوان ہیں یہ وہی نوجوان ہیں جو کالجوں میں پڑھ رہے تھے اسکولوں میں پڑھ رہے تھے وقت کے ستائے ہوئے لوگ تھے منشیات کے عادی لوگ تھے ان کے لئے کم از کم یہ پروگرام ہونا چاہئے یہی لوگوں کو لوگ پالش کر کے استعمال کرتے ہیں میری بے مقصد باتیں نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: اسد صاحب! بے مقصد تو نہیں ہیں لیکن آپ تین مرتبہ گورنمنٹ کا حصہ رہے ہیں آپ نے اسکے اوپر کیا کیا ہے کسی کو جوابدہ ہیں؟

میر اسد اللہ بلوچ: میرے ایک علاقے میں rehabilitation سنیں جتنے یہاں تالی بجا رہے ہیں مَیں سب کو چیلنج کرتا ہوں مَیں نے اپنے ڈسٹرکٹ میں جتنی ڈویلپمنٹ کیئے ہیں اگر کسی ایک نے اِتنے کیئے ہیں تو میں آج ہی سیاست چھوڑ دوں گا اور اس فارمولے پر مَیں نے drug rehabilitation center اپنے علاقے میں بیس کروڑ روپے کا بنایا ہے جناب۔آ کے سارے وِزٹ کریں۔

جناب اسپیکر: آپ کو مبارک ہو مہربانی کریں پلیز اسکو windup کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: میری آدھی تقریر رہ گئی ہے آخر میں میری کچھ recommendations ہیں وہ مَیں دے دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے پلیز۔

میر اسد اللہ بلوچ: پہلی یہ ہے میری recommendation میں بلوچستان کے جتنے زمیندار ہیں انکو بلاسود قرضے دیئے جائیں دوسری یہ ہے کہ دس لاکھ نوجوان ہیں ان کو بیروزگار الاؤنس دیا جائے۔تیسری recommendation ہے جو بڑے پیمانے پر انجینئر ز اور ڈاکٹرز ہیں انکو بھی بیروزگاری الاؤنس دیا جائے جب تک کہ وہ لگے نہیں ہیں۔اسی طرح پچھلے دور میں تیس ارب زمینداروں کو جو نقصانات ہوئے تھے انکا ازالہ کیا جائے۔بجلی اور گیس لوڈ شیڈنگ بند کی جائے اور زمینداروں کو دو سو یونٹ مفت میں بجلی دی جائے۔اسی سلسلے میں بیرک گولڈ کے جو CEO ہے اِن سے وزیر اعلیٰ صاحب رابطہ کریں۔دس ہزار نوجوانوں کو جو تعلیم یافتہ ہمارے نوجوان ہیں ان کو یورپ کے بڑے بڑے معیاری کالجوں میں بھیجا جائے تا کہ ہمارے لوگوں کی آنے والے وقتوں میں بہتر سے بہتر زندگی ہو سکے۔عراق اور افغانستان کے بارڈر کو تھوڑا کھلا رکھا جائے تا کہ لوگ اپنا کام عزت و وقار کے ساتھ کریں۔ایف سی کو تھوڑا پابند کریں تا کہ لوگوں کے ساتھ وہ تعاون کرے ایک نرم گوشہ رکھے تا کہ لوگ اپنی غریبی کریں وہاں۔اسی طریقے سے بلوچستان کے تمام اسمبلی کے ممبران کو گولڈ کا جیسے کہ مَیں نے کہا کہ اگر آپ کے توسط سے ہم وہاں جا کر کے ایک وِزٹ کریں۔اور اِسی سلسلے میں بلوچستان کے تمام اضلاع

میں ہسپتالوں کے جو اٹانومس ہوتے ہیں وہ بنائے جائیں تاکہ بہتر سے بہتر طریقے سے لوگوں کے علاج معالجہ ہوسکےاور بارھویں نمبر پر ہمارے جو علاقے کی کھجور ہے وہ فروخت ہوں۔آخری ہے نایاب کھجوروں کے لئے مواقع مکران میں کارخانے لگائے جائیں جس سے پچاس ہزار سے ایک لاکھ لوگ وہاں روزگار کے مواقع ہوں اور تیسری یہ میں وہ بات کروں کہ اگر ہماری یہ جو بلوچی دست کاری ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ بھی سنیں اگر اسکے لئے ہم وہاں تربت میں کوئی ایسا کارخانہ ہو لاکھوں کروڑوں روپوؤں کا زرمبادلہ ہم کما سکتے ہیں جو پرائیوٹلی لوگ یورپ میں لے کر کے جارہے ہیں انکی بہت قیمت ہے یہ بارہ میری recommendations ہیں۔امید ہے کہ چیف منسٹر صاحب اس پر غور کریں گے۔

جناب اسپیکر: thank you, thank you اسد صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: میں نے ٹائم نہیں لیا صرف دس منٹ لیئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جناب! آپ نے تین speeches کے ٹائم لیئے ہیں۔میر عاصم کرد گیلو صاحب! آپ سب سے میری گزارش ہے کہ پانچ منٹ سے لے کر دس منٹ تک جو بھی اس سے exceed کرے گا میں اُسکا مائیک بند کر دوں گا اور دوسرے کو بولنے کی اجازت دوں گا۔کوئی بھی speech دس منٹ سے زیادہ نہ ہو۔میر عاصم کرد گیلو صاحب بولیں۔جی پلیز بولیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر صاحب! گیلا صاحب نے مہربانی کی ہے مجھے موقع دیا ہے۔گلا تو سب کی جانب ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب اسپیکر صاحب شکریہ۔مختصر سی تقریر کی ہے اسد بلوچ صاحب نے، وفاق سے لے کر صوبے سے لے کر، ہائی وے سے لے کر، پوری کی پوری دنیا کو، اور ٹوٹل پانچ سات منٹ لگے ہیں اُس کو، زیادہ ٹائم نہیں لیا ہے۔میں قائد ایوان، پی اینڈ ڈی کے منسٹر میر ظہور میرے colleague فنانس منسٹر اسی طریقے سے فنانس کا عملہ ،P&D کا عملہ، پروگرمنگ والے، CM کے آفس کا عملہ تھا جنہوں نے دن رات ایک کر کے بجٹ بنایا میں اُن سب کو خاص کر کے ہمارے چیف سیکرٹری صاحب جس نے ہر موڑ پر رہنمائی کی CM کے شانہ بشانہ میں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اِسی میں ACS ہے، اِسی میں سیکرٹری فنانس ہے۔دیکھیں! الحمدللہ 30,35 سال سے میں اِس ایوان کا حصہ ہوں، گو کہ کچھ عرصے کے لیے مجھے اِدھر سے اُٹھا کر پابند سلاسل کیا جاتا ہے لیکن ایوان کا میں حصہ رہا ہوں تو میری زندگی کا سفر ریل اور جیل رہا ہے، تو جنہوں نے مجھے جیل کیا ہے اُن کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے مجھے ریل پر بٹھایا اُن کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔میں اِس حوالے سے یہ کہوں گا کہ یہ بلوچستان کی تاریخ میں ہم نے درجنوں کے

حساب سے پیش کیئے، یہ پہلا بجٹ ہے جو سرپلس ہے۔ تو اِس کا credit میرے قائد ایوان اور اُن کی ٹیم کو جاتا ہے۔ ڈویلپمنٹ کے حوالے سے اِس دفعہ 3976 اسکیموں کو جو pending آرہی تھی اُن کو آگے بڑھایا گیا 139 Billion اُن پر خرچ کیے جا رہے ہیں، یہ بھی ایک تاریخی figure ہے، اِسی کے ساتھ ساتھ نیو اسکیمز یں 2704۔ 80 billion روپے اِن کے لیے مختص کیئے گئے ہیں کوشش کی جارہی ہے کہ اِن میں جو چھوٹی اسکیمیں ہیں 10 کروڑ، 8 کروڑ، 5 کروڑ اُن کو 100% allocation آگے چل کر ایک سسٹم کے تحت اُن کو دی جائے گی، جیسے کہ سی ایم صاحب نے کہا کہ slow department versus fast track, slow track, weekly یا پندرہ دن کے بعد یا مہینے کے بعد یہ بجٹ discuss ہوگی۔ اُس میں 4th July، implementation سے شروع ہو جائے گی۔ جو slow track پر جائے گا ڈیپارٹمنٹ اُس کے فنڈ fast track پر transfer کر کے اُن اسکیموں کو complete کیا جائے گا۔ it's mean کہ between the departments ایک competition بنے گا ہر ڈیپارٹمنٹ یہ کوشش کرے گا کہ مَیں fast track پر جاؤں کہ دوسرے slow track کے مجھے آ جائیں تو یہ بھی ایک نیا سسٹم میری جتنی پارلیمانی زندگی ہے اُس میں یہ first time ہے اور یہ بھی credit ہمارے سی ایم صاحب کو جاتا ہے۔ دیکھیں تنقید پر تو جائیں اب تو کوئی انسان بھی غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ پاک ذات وہ ہے جو اُوپر بیٹھی ہے جس نے سسٹم چلایا اللہ کی ذات ہے باقی ہمارے نبی تھے ہمارے رسول آئے سب سے غلطیاں ہوئیں انسان غلطی کا پتلا ہے کمزوریوں کا پتلا ہے، ممکن ہے اِس بجٹ میں بھی بہت ساری چیزیں کمزور مالی پوزیشن کی وجہ سے یا مختلف اُس کے reason ہو سکتے ہیں، کمی بیشی ہوئی ہو۔ لیکن دیکھیں آپ کہ ابھی جمعہ جمعہ سات دن اِس حکومت کو بنے ہوئے دو تین مہینے ہوئے، دو تین مہینوں میں manage کر کے یہ ایک سرپلس بجٹ دینا یہ ایک تاریخی بات ہے۔ law & order کی صورتحال پر ہمارے دوستوں نے کہا، دیکھیں law & order کب سدھرے گا۔ کیا ریاست ہر شخص پر ایک نگران کھڑا کر سکتی ہے۔ دُنیا میں کہیں بھی ہے تو اُس کو ہم بلوچستان لیول پر مَیں پاکستان کے لیول پر نہیں جاؤں گا بلوچستان کے لیول پر کہوں گا کہ ہم بھی وہی چیز پوری دنیا میں کہیں پر ہے تو ہم بھی کرنے کو تیار ہیں۔ law & order کو کون disrupt کرتا ہے۔ دیکھیں مَیں یہ میرا موبائل یہی پر پڑا تھا ابھی۔ آج ایک ویڈیو جاری ہوئی ہے شعبان میں لوگ پکنگ منائے ہوئے ہیں وہاں یہ جو کہتے ہیں کہ ہم آزادی پسند ہیں، یہ جو کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں یہ ویڈیو آپ کو share کروں گا اور آپ اِس کو اسمبلی کا حصہ بنائیں کہ کس طریقے سے لوگوں کے شناختی کارڈ شعبان میں check کر کے اور اُن کو ایک سائیڈ پر کر کے اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ کیا ریاست اگر اُن کے خلاف کارروائی کرتی ہے تو جائز ہے یا ناجائز ہے؟ آپ ایک پکنک کی جگہ اور بلوچستان ایک قبائلی

علاقہ ہے اگر باہر کا کوئی آیا ہوا ہے تو وہ آپ کا مہمان ہے، پشتون بلوچ جس روایت پر جائیں مہمان کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کی جاتی ہے وہ لوگ چھانٹی کر کے لوگوں کو لے جاتے ہیں اب اُن کا وہ کیا کریں گے ہمیں نہیں پتہ۔ مَیں اپنے علاقے کی ترقی کے لیے ٹاور لے جاتا ہوں آتے ہیں راکٹ مار کے ٹاور اُڑا دیتے ہیں۔ کیا یہ بلوچستان اِس کی سرزمین کے یہ خیر خواہ ہیں۔ اُس ٹاور جو ایک دور دراز دیہات میں لگا ہوا ہے جہاں ایک دیہات کا بندہ پوری دنیا سے منسلک ہوتا ہے انٹرنیٹ کے ذریعے یا WiFi کے ذریعے، اُس کا وہ سلسلہ وہ کاٹ دیتے ہیں۔ کیا یہ بلوچستان کے well-wisher یا خیر خواہ ہیں؟ ایک روڈ بن رہی ہے اگر وہ ٹھیکیدار اِن کو بھتہ نہیں دیتا ہے تو اُس کی مشینری کو اُڑا دیتے ہیں۔ دنیا میں بنیادی چیز infrastructure ہے آپ کہیں پر روڈ، بجلی ذرائع موصلات پہنچائیں گے وہ علاقہ کھل جاتا ہے پوری دنیا کے لیے، آپ کہتے ہیں کہ ریاست اِن کو اندھیروں میں دھکیل رہی ہے۔ یہ ریاست اندھیروں میں دھکیل رہی ہے یا آپ بلوچستان کے دشمن ہیں۔ کہیں بھی آپ جائیں، یہ آپ زیارت کی طرف travel کرتے ہیں، دنیا کا خوبصورت ترین علاقہ ہے جگہ ہے، مغرب کے بعد آپ وہاں جاتے ہوئے خوف محسوس کرتے ہیں۔ ریاست کے لیے eleminate کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے، پھر آپ چیختے ہیں کہ ہم پر فوج کشی ہو رہی ہے ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ آپ عورتوں کو معاف نہیں کرتے آپ بچوں کو معاف نہیں کرتے، میرے علاقے میں دو دن پہلے آئے دو آدمیوں کا جھگڑا ہے، یہی فراری آئے اُس آدمی کو اُٹھا کر لے گئے اِس وقت اُن کے torture cell میں ہیں۔ آپ کہاں سے ریاست بن گئے جناب! ہم تو آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آئیں ہمارے تعلیمی اداروں کو میرے علاقے میں وزیر اعلیٰ صاحب گواہ ہیں ہسپتال تعلیمی ادارے ہائی اسکول، مڈل اسکول کو اِنہوں نے بارود لگا کر اُڑایا ہے، یہ تعلیم دوست ہیں یا تعلیم دشمن ہیں جناب۔ پھر ہم یہاں بیٹھ کر کہتے ہیں کہ جی کوئی قوم پرست ہے کوئی پتہ نہیں کیا پرست ہے کہ جی ظلم ہو رہا ہے، آئیں بیٹھیں میز پر حساب کریں دو بھائی تیسرا حساب۔ کہ کیا ریاست تمھارے ساتھ زیادتی کر رہی ہے یا تم اِس غریب صوبے کے غریب لوگوں کے ساتھ ظلم کر رہے ہو۔ تمھارے ہاتھ میں بندوق ہے میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ آپ مجھ پر قابض ہیں آپ حاوی ہیں۔ ریاست مجھے اجازت دے مَیں بھی بندوق اُٹھاتا ہوں آپ بھی ہزار دفعہ سوچیں گے اس کے ساتھ مَیں کیسے جا کر مقابلہ کروں گا۔ مجھے تو ریاست روک لیتی ہے آپ دندناتے پھر رہے ہیں اور غریبوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ تو جناب! امن امان اِس طریقے سے قائم ہوگا کہ آپ لوگ ہم لوگ یہ 65 کا ایوان ہر علاقے سے نمائندگی ہے اِن لوگوں کا بائیکاٹ اِن لوگوں کے لیے سوشل بائیکاٹ، اِن کے لیے رکاوٹ بنیں یہ اپنی موت خود مر جائیں گے۔ تعلیم کے شعبے میں الحمدللہ بلوچستان کی تاریخ کا سب سے زیادہ بجٹ دیا گیا ہے۔ کیا یہ حکومت یہ ریاست تعلیم دشمن ہے یا تعلیم دوست ہے، صحت کے شعبے میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ بجٹ دیا گیا ہے۔ کیا یہ گورنمنٹ صحت کے لیے مواقع فراہم کر رہی

ہے یا اُس کی مخالفت کر رہی ہے۔ مختلف شعبے ہیں آپ PSDP اُٹھائیں ہر شعبہ زندگی کو اس میں کوشش کی گئی ہے کہ اُس کو جس حد تک ہم support کر سکیں۔ اب دیکھیں ہم آج زندگی کے اُس stage پر ہیں کہ ہمارا پانچ سال، دس سال کتنا۔ ہم اُن اداروں کا تصور بھی ہمارے ہم ٹاٹ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ آج اِس حکومت کو credit جاتا ہے کہ اُس نے oxford کے دروازے اِس بلوچستان کے بچے اور بچیوں کے لیے کھول دیا ہے۔ دُنیا کے جو اعلیٰ تعلیمی ادارے ہیں اُن کے دروازے اِس حکومت کو credit جاتا ہے کہ اُس نے کھولے ہیں کہ آئیں یہ جو اُوپر اپنے سر مچار بیٹھے ہیں پڑھے لکھے ہیں اُن میں؟ آئیں بسم اللہ compete کریں جائیں آپ England میں پڑھے ہیں America میں پڑھے ہیں۔ نہیں ہم نے بھتہ خوری کرنی ہے ہم نے بڑے وہ کل میں ایک article دیکھ رہا تھا، video کہ جی یہ لمبے لمبے بال رکھ لو اور پتہ نہیں teddy قسم کے بوٹ پہن لو اور دو گارڈ اُٹھا لو بس آپ کی پہچان بن جاتی ہے سب دیکھیں گے کہ ایک عجوبہ جا رہا ہے۔ آپ وہ عجوبے ہیں آپ اِس سرزمین کے دشمن ہیں۔ پانچ سال کے لیے یہ گورنمنٹ بنی ہے آپ ایک پانچ سال کے لیے اِس کے ساتھ مل کے آئیں کہ جی ہم نے ہیلتھ میں ایجوکیشن میں بنیادی جو ضروریات ہیں اُس میں ہم نے آپ کا ساتھ دینا ہے پانچ سال کے لیے ہم آپ کو عام معافی کا اعلان کرتے ہیں۔ مَیں on behalf of my CM, on behalf جو law enforcement agencies ہیں میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ آپ کے لیے معافی ہے آئیں پانچ سال ہمارے ساتھ ملیں آپ کو جو ترقی چاہیے ہم دینے کو تیار ہیں۔ ہم IMF سے بھیک مانگیں گے ہم قرض اُٹھائیں گے ہم بلوچستان کی کوئی ایسی چیز ہے وہ بیچ کے آپ کی فلاح و بہبود پر لگائیں گے even ہم وزیراعلیٰ ہاؤس بیچ دیں گے آپ کے لیے، آپ آئیں نا بسم اللہ۔ نہیں ہم نے بندوق کے زور سے کوئی آدمی جا رہا تھا گھوڑے پر سوار تھا تو کھڑا ہوا اُس نے کہا جناب کوئی ریڑی والا بیٹھا تھا جناب یہ انگور کتنے کا کلو ہے، اُس نے کہا بھائی صاحب گھوڑے سے نیچے اُترو یہ انگور نہیں ہے تربوز ہیں۔ تو آپ گھوڑے پر بیٹھ کے تربوز کو انگور کہہ رہے ہیں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ آئیں یہ جو ہم بیٹھے ہیں 65 جو منتخب ہیں یا اسپیشل سیٹوں پر آئے ہوئے ہیں اسی سرزمین کا، اسی سرزمین کی مٹی سے پیدا ہے اسی سرزمین کا حصہ ہیں۔ ہم یہ تہیہ کر لیں کہ یہ کڑوی گولی آپ، بخار ہے quinine کی گولی کڑوی ہوتی ہے کھاتے ہیں تو بخار ختم ہوتا ہے۔ یہ پانچ سال اس کڑوی گولی کو ہضم کریں اِس حکومت کو چلنے دیں آئیں اِس کا ہاتھ بٹائیں اِن کو ساتھ لے کے چلتے ہیں ہم، جو اچھے مشورے ہیں چاہے وہ اُس طرف بیٹھے ہوئے ہیں یا اِس طرف بیٹھے ہوئے ہیں اچھی چیزوں کو ہم welcome کہیں گے ہم آپس میں مشاورت کے قائل ہیں ہم جمہوریت کے قائل ہیں ہم جمہوریت چاہتے ہیں اِس system کو ہم آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہماری ٹانگیں کاٹیں گے ہم پر تنقید کریں گے جلسے جلوس کریں گے road block۔road block کرتے ہیں کس کا نقصان ہے؟ عام پبلک کی، ایک مریض کی، ایک

student کی پوزیشن یہ ہوتی ہے کہ ایک خاتون اگر delivery کے لیے جارہی ہے وہ گاڑی میں بچے کو جنم دیتی ہے۔ اُس کی زندگی داؤ پر لگی ہوتی ہے۔ ایک مریض جارہا ہے اُس کو آکسیجن کی ضرورت ہے وہ اُس کو آکسیجن نہیں ملتی ہے وہ مرجاتا ہے تو آپ کس کے دشمن ہیں؟ آپ اِن غریب لوگوں کے دشمن ہیں۔ نہ کریں بسم اللہ آئیں اچھی تجاویز لے کے آئیں ہم welcome کریں گے اور مَیں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا آخر میں۔۔۔(مداخلت) جی میں بجٹ پر آرہا ہوں میں نے بجٹ پر کہہ دیا ہے کہ الحمدللہ عوام دوست۔ اچھا یہاں یہ بھی ہوا یہ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں آج بھی شاید اِن کے زخم ہرے ہوں گے کہ اُن کو اپوزیشن کو ignore کیا جاتا تھا، یاد ہے قائد حزب اخلاف صاحب؟ آج الحمدللہ وہ بیٹھے ہیں اُس طرف میرا خیال ہے میری calculation کے مطابق وہ مطمئن ہیں اپنے حلقوں کے جو جس طریقے سے اُن کے حلقوں کو فنڈ دیے گئے اُن کی نشاندہی پر یا ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے یا کسی پبلک کے وہ جس کو کوئی ضرورت تھی اُس کے ذریعے تو میرا خیال ہے کہ واشک بھی مطمئن ہے خضدار بھی مطمئن ہے، حاجی صاحب بھی مطمئن ہیں گوادر سے تو یہ ہوتا ہے ساتھ لے کے چلنے والی بات۔ یہی ایوان تھا یاد ہے؟ یہی ایوان تھا کہ ہم نے ہم جنگلے cross کر کے اندر آئے تھے ۔۔۔(مداخلت) واشک اب آباد ہوگیا۔ تو یہاں لوگوں کے اوپر بکتر بند گاڑیاں چڑھائی گئیں لیکن اُس کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ہماری روایت کے خلاف ہیں۔ دیکھیں بلوچستان ایک خوبصورت گلدستہ ہے اِس میں سُرخ پھول بھی ہے سبز، نیلا بھی ہے پیلا بھی ہے اس گلدستے کو گلدستے کے طور پر اگر ہم لے چلیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہ پانچ سال آپ اِس وفاق صوبے کو چلنے دیں اِس کا ساتھ دیں ہاں پانچ سال کے بعد ہم سب کا احتساب ہوتا ہے عوام احتساب کرتے ہیں۔ کوئی ring سے باہر ہوتا ہے کوئی واپس ring میں ہوتا ہے۔ الحمدللہ آج میں کھڑا ہوں شاید میں نے کچھ اپنے علاقے کے لیے اچھے کام کیے ہوں گے اور میں حلفاً کہتا ہوں میر صاحب نے ایک الزام لگایا اسد میرا بھائی ہے میرا دوست ہے مَیں قرآن پاک کو حاضر ناظر کر کے کہتا ہوں کہ merit پر میں سیٹ جیت کے آیا ہوں الیکشن کر کے میں سیٹ جیت کے آیا ہوں دن رات میں نے work کیا ہے میں سیٹ جیت کے آیا ہوں۔ جیسا کہ میرے دوست نے کہا میں حلفاً کہتا ہوں کہ مخلوط حکومت بنی ہے 20، 20 کروڑ تو بہت دور کی بات ہے اگر میں نے 20 روپے دیئے ہوں مجھے خُدا تعالیٰ کلمہ نصیب نہ کرے۔ تو مَیں میر صاحب سے گزارش کروں گا ساری زندگی یہ ٹریژری بنچز کی طرف رہے ہیں اور senior politician ہیں اپنے دوستوں پر اپنے colleague پر الزام نہیں لگانا چاہیے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ خود اُٹھ کے کہیں کہ جی یہ الفاظ expunge کر دیں یہ میری request ہوگی بحیثیت ایک سینئر پارلیمنٹرین کے مَیں اور یہ ہم کئی دفعہ اِس ایوان میں آئے ہیں۔ تو الزام لگانا یہ کوئی زبان ہے اِس کو اِدھر گھما دیں اُدھر گھما دیں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن نہ کریں الحمدللہ ہوں گے تالاب میں ایک آدھ مچھلی خراب ہوتی ہے لیکن آپ پورے تالاب کی مچھلیوں کا کہیں کہ جی یہ ساری گندی

ہیں تو یہ مناسب بات نہیں ہوگی۔ بہت بہت شکریہ آخر میں مَیں پھر ہاں ایک چیز رہ گئی میں ان کے سی ایم صاحب کے گوش گزار کروں گا۔ میرے دانش سکول 10 دانش سکول فیڈرل گورنمنٹ سے منظور ہوئے تھے اُس پر ہمیں letter پر آیا ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے بھی کہ 50 ایکڑ زمین دیں وہ بھی ہم نے بندوبست کر دیا پھر اُس کے ساتھ ہی ہیلتھ کا ہمیں letter ملے میں نے documents آپ کو بھی سی ایم صاحب نے دے دیے ہیں کہ 10 ایکڑ پر ہم اُس کے ساتھ ہی hospital بنائیں گے تو ابھی جو یہ آئے ہیں تو اُس میں مَیں سی ایم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جس level پر بھی رُکا ہے چاہے اِدھر رُکا ہے یا فیڈرل میں رُکا ہے تو یہ تعلیم دوست آپ کا اقدام ہوگا یہ کر لیں۔ اور دو تین میری جو میرے ڈیپارٹمنٹ سے منسلک ہیں جناب سی ایم صاحب on-going اسکیمیں تھیں وہ drop ہوئی ہیں یہ ہمارا ایک phase چل رہا تھا solarization کا یہ کیسکو سے جان چھڑانے کے لیے تو تین phase اُس کے مکمل ہو گئے چوتھا phase وہ یہ on-going ہے یہ reflect نہیں کیا گیا ہے PSDP میں ایک یہ ہے اور sewage treatment plant تھا ہمارا اربوں روپے کی مشینری سمنگلی اِدھر اُدھر پڑی ہوئی ہے جو کہ گل سڑ رہی ہے اُس کے لیے سمنگلی میں ایک اسکیم تھی یہ اور واٹر سپلائی سکیم لورالائی کی ہے ٹاؤن کی مارہ تنگی ڈیم سے آنی تھی تو یہ بھی on-going ہے یہ reflect نہیں ہوئی تو یہ تین سکوں کی میں سی ایم صاحب کو وہاں آفس میں بھی گزارش کروں گا یہ on-going اسکیمیں ہیں kindly اگر اِن کو reflect کر دیں۔ بہت بہت شکریہ۔ Thank you very much۔ پاکستان زندہ آباد۔ بلوچستان زندہ آباد۔

(اس مرحلہ میں میڈم غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you جی۔ میر عاصم کُرد گیلو صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو محترمہ راحیلہ صاحبہ نے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے نام آپ کا تھا اگر میں راحیلہ صاحبہ کو دے دوں بات کر لیں۔

میر محمد عاصم کُرد گیلو (وزیر مال): محترمہ! پہلے بھی مجھے سردار صاحب نے request کی مَیں نے اپنا نمبر اُس کو دے دیا۔ کس کی آپ بات کر رہے ہیں؟ راحیلہ بی بی کر لیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مَیں بہت شکریہ جی۔ شکریہ عاصم کُرد گیلو صاحب۔

محترمہ راحیلہ حمید دُرانی (وزیر تعلیم): نہیں اُنہوں نے باری دی ہے time نہیں دیا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اُنہوں نے اپنی روایت کو رکھتے ہوئے خواتین کا احترام کیا ہے۔ thank you گیلو صاحب۔

وزیر تعلیم: thank you very much اسپیکر صاحبہ اور گیلو صاحب Thank you very much for giving me time. I am not feeling well so I have to go. تو میں نے

request کی تھی۔سب سے پہلے تو میں یہ ہماری جو گورنمنٹ ہے اس کا پہلا بجٹ ہے میں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے سی ایم صاحب کو اور خاص طور پر وزیر خزانہ کو اور ہمارے جو منسٹر P&D ہے اُن کو ہمارے جتنے بھی اس process میں لوگ شامل رہے چیف سیکرٹری صاحب، ACS صاحب، فنانس سیکرٹری اور جتنے بھی ہمارے اُس کے ڈیپارٹمنٹس کے heads تھے no doubt کہ اُنہوں نے دن رات کام کیا اور of course we all are جو ہمارے ممبرز ہیں اُن سب نے بہت زیادہ کام کیا اور اپنی اسکیمات بھی بڑی محنت سے دی۔اور میں خاص طور پر کہوں گی especially the ministers کیوں کہ اُنہوں نے اپنی departmental schemes بھی دینی تھیں تو اُس وجہ سے بھی ہمیں کافی محنت کرنی پڑی۔اور یہ بجٹ یقیناً اتنی مختصر مدت میں جو آیا ہے اتنی محنت کے بعد میں چونکہ کافی دفعہ پہلے بھی ممبر رہی ہوں تو مجھے واقعی تہ دل سے میں بڑی سچی بات کرتی ہوں، میں بڑی clear بات کرتی ہوں کہ یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔اور میں اسکے لیے Again the leadership of the CM and all the team I congratulate them. Thank you. ابھی سب سے پہلے تو میں بات کرنا چاہوں گی as an education minister about the education. دیکھیں! ایجوکیشن ہم نے سب نے پہلے یہ سمجھنا ہے ہے کہ education is must سب میرے پاس آتے ہیں سارے آنرایبل ممبرز کہ ہمارا یہ مسئلہ ہے سکول نہیں ہے فلاں نہیں ہے تو میں بڑی حیران ہوتی ہوں مجھے charge لیے one and half month ہوا ہے اور میں اِن ساری complains کو دیکھ کے مجھے یہ حیرت ہوتی ہے کہ پھر ادھر کام کیا نہیں ہوا۔ہمارے بہت سے ممبرز بہت سے عرصے سے آرہے ہیں۔میں آپ سے ایک بات share کرنا چاہتی ہوں کہ جب میں I was taking the briefing from the schools and department. یہ میرے تمام ممبرز کے لیے ہیں ہمارے بہت سے ممبرز بہت mature ہیں اور بہت اچھی خاص طور پر میں مولانا صاحب کی بھی بات کروں گی اسد صاحب کی بھی بات کروں گی اور بھی بہت سارے ممبرز ہیں جو بڑا ایک تجربہ رکھتے ہیں اور ایک بات جو بڑی deep کرتے ہیں بڑی clear کرتے ہیں۔جب وہ مجھے بریفنگ دے رہے تھے تو اُنہوں نے مجھے ایک جب مختلف slides آئیں تو ایک slide آئی جو last slide تھی میرے خیال میں تو سمجھے کہ جیسے یہ اس like a projector ہے اور وہ مجھے بتارہے تھے کہ دیکھیے یہ ہمارا اسکول ہے یہ یہ ہوا and there was a chart اور جب اُنہوں نے کہا کہ there is a line of development. تو Then I asked where is the development line? میں نے کہا شاید میری eye site کمزور ہے تو شاید مجھے نظر نہیں آرہا، میری eye site کمزور نہیں ہے تو میں نے کہا کہاں ہے وہ یہ میں آپ کو اسکول کی بریفنگ کی بتارہی ہوں۔تو اُنہوں نے کہا

یہ پوری سکرین خالی there is a line and then جب میں نے بہت ہی غور کیا تو وہ line was here
تھی ان 78 years we are here half centimeter ہم نے ڈویلپمنٹ کی ہے in the school
education. یہ ہمارا حال ہے اور میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں، میں انشاءاللہ آپ لوگوں کو اس پر پوری اسمبلی ممبران کو
اس پر اور سی ایم صاحب کے ساتھ میں بریفنگ بھی دوں گی۔ تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ problem where is the
problem. کہاں ہم کھڑے ہیں اور کیا ہمارے challenges ہیں اور کیا issues ہیں۔ جسے ہم سب نے مل
کر حل کرنا ہے۔ ایک منسٹر ایجوکیشن یا ایک سی ایم نہیں ہم سی ایم صاحب نے اپنا فرض ادا کیا اُنہوں نے ایجوکیشن کے لیے
پیسے دیے اور جو ہم نے اسکیمیں دینی تھیں ہم نے بھی گو کہ اُس میں بہت سی اسکیمز omit ہوئیں جو کہ mind of the
department ہوتا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ اپنا mind دیتا ہے کہ ہمیں یہاں یہاں اس مد میں پیسے چاہئیں۔ لیکن اُس
میں سے کچھ اسکولز کی بیشک کہ بہت بڑا بجٹ ہے 26 billion کہہ رہے ہیں کہ اس دفعہ دیا ہے 12.7% جو ہمارا یہ
بجٹ ہے یہ پورے بجٹ کا 12.7% ہمیں اسکول کی مد میں دیا گیا ہے۔ لیکن اس میں ہمیں آگے کیسے بڑھنا ہے، اس کو
وہاں grass root level تک کہاں پہنچانا ہے کس طرح پہنچانا ہے of course,we will all sit and
we will discuss on this. گرلز ایجوکیشن ہمارا ایک بہت بڑا challenge ہے۔ اور گرلز ایجوکیشن میں
جیسے کہ ہمارا مذہب بھی کہتا ہے، ہمارے رسول پاک ﷺ کا بھی فرمان ہے، علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ اب چین
تو کوئی مسلمان ملک نہیں تھا اور نہ ہے۔ تو کیا تھا؟ کہ علم دُنیاوی اور دینی بھی، اور ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے علم۔ تو
ہمارے لیے جو challenges ہیں اُس میں ایک main challenge یہ بھی ہے کہ ہماری جو گرلز ایجوکیشن ہے
وہ بہت زیادہ توجہ چاہتی ہے اور ہمیں اُس طرف توجہ دینی ہے۔ جب یہ بریفنگ کے بعد ہمیں فوری طور پر پرائم منسٹر صاحب
نے بلایا اور ایمرجنسی نافذ کی ایجوکیشن پر۔ سی ایم صاحب نے بھی کی، جب میں نے یہ بریفنگ لی تو میرے منہ سے نکلا
Oh my God. Our school and education system is on vent. جیسے کہ ایک مریض
vent پر ہوتا ہے اور جب اُسے آکسیجن مل جاتی ہے تو وہ چل پڑتا ہے پھر رکتا ہے پھر گرتا ہے پھر چلتا ہے۔ یہ اچانک سے
میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ اور مجھے یہ دکھ بھی ہوا کہ in 21st century ہمارا تعلیمی نظام ایمرجنسی پر ہے۔ تو
What we have done with ourselves. میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لیے پورا ہمیں بیٹھ کے
like not کہ ہمیں یہ ایک اسکول دے دیں، وہ اسکول دے دیں اور یہ ہو جائے۔ ہمیں اس کو پوری overhauling
کرنے کی ضرورت ہے پورے سسٹم کو کہ ہم نے کرنا کیا ہے اور میں نے اس پر کام شروع کر دیا ہے اور انشاء اللہ
We have think tank and so many other schemes I have given,

especially the help line, training of the teachers. اور جب میں آئی تھی تو سب سے پہلے بیٹھی اپنے تمام principals کے ساتھ تاکہ میں نے کہا کہ اُن سے تو پوچھوں وہ کس حالات میں کام کر رہے ہیں۔ اپنے DEOs کے ساتھ بیٹھے ہیں ہم لوگ، پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے بیٹھے ہیں اور ہم نے اُن سے بات کی تو اُس کا جو crucks نکلا وہ یہی تھا کہ ہمارے پاس تو کوئٹہ جو capital ہے اُس میں ہمارے پاس جو main facilitation نہیں ہیں۔ کوئٹہ شہر میں ہمارے ہائی اسکولز میں بجلی جو اتنی مہنگی ہوگئی ہے اُس کی وجہ سے ہمارے وہ میٹرز اُتار کے لے گئے ہیں۔ تو ہمیں تو یہی بات سمجھ آئی کہ The first is solarization, it is not money it is something کہ ابھی جو بات ہو رہی تھی کہ شاید اس پر capital کہ یہ جو کیپٹل میں نہیں ہے یہ حال ہے تو آپ سوچیں اُن گرم علاقوں میں ہمارے جو مولانا صاحب نے بھی مجھے کہا، غلام دستگیر صاحب نے بھی کہا اور جو بھی تربت میں ڈاکٹر مالک صاحب نے بھی کہا کہ اتنے برے حالات ہیں گرمی ہے کہ بچے بیٹھ نہیں سک رہے ہیں ٹیچرز بیٹھ نہیں پا رہے ہیں اس گرمی میں۔ تو میری پہلی اسکیم solarization, unfortunately وہ reflect نہیں ہوا۔ سی ایم صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے میں اُن سے ضرور کہتی کہ وہ ہماری کچھ اسکیمیں جو omit ہوئی ہیں یا اس میں نہیں ڈالی گئیں تو اُس میں ڈالا جائے۔ کچھ دو چار اسکیمیں ہیں جو کہ میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہوں گی۔ out of school child, this is the big issue of us. اسکول کی بات کر رہے ہیں ہمارے اسکول میں سب سے زیادہ بچے ہر گزشتہ لمحہ کے ساتھ بڑھ رہے ہیں کم نہیں ہو رہے ہیں۔ اسی کے لیے پرائم منسٹر صاحب نے thanks to him شہباز شریف صاحب کا کہ اُنہوں نے فوراً یہ کہا کہ جو out of school children بڑھ رہے ہیں۔ اس کے لیے کام کیا جائے۔ اور مجھے یہ افسوس بھی ہوا کہ یہ میں دیکھ کے کہ اُنہوں نے ایک پروگرام ہمیں بریفنگ دی فیڈرل سیکرٹری نے اُس میں یہ تھا کہ ہر گزرتے time کے ساتھ نہ صرف بلوچستان میں بلکہ پاکستان میں بچے اُن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ تو یہ this is alarming for us. تو اس کے لیے ہم نے پیسے رکھے ہیں سرکاری اسکولوں میں کھیلوں کے میدانوں کے لیے کہ ہمارے بچے ان کو آج ہم صرف یہ کیا دے رہے ہیں، صرف اسکول اتنا بڑا burden اتنی بڑی books چیزیں لیکن اُن کے لیے کوئی بھی ایسی extra curricular activities نہیں ہیں کہ وہ باہر جائیں ایک natural life گزاریں کھیلیں کھودیں تو اُس کے لیے بھی ہم نے اس دفعہ پیسے رکھے ہیں۔ upgradation کے لیے پیسے رکھے ہیں اسکول کے لیے۔ new schools کے لیے سی ایم صاحب نے منع کیا ہے اس لیے ہم نے new schools کو ذرا ہم نے کہا کہ جو ہمارے پاس existing schools ہیں کم از کم اُسی کو ہم بہتر کرلیں تو یہ بڑی بات ہوگی۔ جو ہمارے بچے ہیں school meal program شروع کیا ہے جس

میں ہمارے بچوں کو کھانا اور اچھی چیزیں ملیں جس میں بہتری کی چیزیں ہوں۔اسپیکر صاحبہ! میں آپ سے تھوڑا سا اور time لوں گی کیوں کہ آپ نے مجھے time کے لیے کہا۔ میرا ڈیپارٹمنٹ چونکہ بڑا ہے۔ابھی ہمارا 2nd جو میں آپ سے بات کر لیتی ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے کالجز، ہائیر ایجوکیشن۔ Higher education is not only the universities میں یہاں آپ کو ایک چیز clear کرنا چاہتی ہوں۔ more than 146 colleges. اور اس میں ہمارے students more than 86000 آ گئے۔اُس کے علاوہ پولی ٹیکنیک کالجز ہیں۔ پھر ہمارے ریزیڈنشل کالجز اینڈ کیڈٹ کالجز۔ مجھے مایوسی ہوئی تھوڑی سی کہ ہمارے ہائیر ایجوکیشن کے لیے بلیدی صاحب! وہ amount نال رکھا گیا صرف ایک ارب رکھا گیا، اور ایک ارب میں ایک یونیورسٹی اُسمیں شامل ہے۔تو سمجھیں ہمیں جو نیو اسکیمز میں ہیں hardly five کروڑ رکھ دیے گئے this for the colleges and universities. اور ہمارے پاس اُن کے We have 11 Universities and we hove 16 campuses. تنخواہیں دینے کے پیسے نہیں ہیں اور ہر روز یہاں قرارداد آتی ہے کہ ہم ایک نئی یونیورسٹی کھول دیں۔تو ہمیں اس پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کس طرح اس چیز کو handle کیا جائے گا۔ جب میں آئی تو last session میں ہم باہر نکلے تو آئی I think دس، پندرہ لوگ جو agitation ہو رہا تھا تو دس، پندرہ گروپس تھے۔اُس میں سے more than I think سب سے زیادہ ایجوکیشن کے تھے۔لیکن الحمدللہ جب بھی آئے ہیں تو ایک بھی آپ کو نظر نہیں آتا اسپیکر صاحبہ! کہ کوئی آپ کو agitated کر رہا ہو گا one and a half month کوشش کی کہ اُن کے مسئلے ایڈریس کریں، اُن کے مسئلے اتنے بڑے نہیں تھے جتنا کہ اُس کو سمجھنے کی ضرورت تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ میں نے اپنی suggestion بھی دی تھی، جب ہم نے اُسی وقت وائس چانسلرز تمام یونیورسٹیز کو بٹھایا وہ تقریباً 25 دن بیٹھے اور میں نے اُن سے کہا کہ آپ ہی مجھے solution دیں what is the solution? اور جب ہم نے میں خود بھی بیٹھی ہوں اُن کے ساتھ روزانہ نہیں لیکن درمیان میں جا جا کے ہم بیٹھتے تھے ہماری مصروفیات زیادہ تھیں اور solution یہ آیا، کہ ہمیں کم از کم 10 بلین کی ضرورت ہے for the salaries only یہ کہا جاتا ہے یونیورسٹیز ٹھیک ہے یونیورسٹیز کو چیک اینڈ بیلنس very important لیکن 10 بلین اس لیے ضروری ہے کہ اس وقت ہماری آج سے 2014ء میں پورے پاکستان میں 65 یونیورسٹیز تھیں اور ہمیں 65 بلین دیا جاتے تھے۔آج 2024ء میں inflation کہاں چلا گیا؟ کتنی مہنگائی ہوگئی، میرے خیال میں 5 لاکھ فیصد بڑھ گیا اور آج 246 یونیورسٹیز ہیں پورے پاکستان میں اور میں جو ایچ ای سی کی بات کر رہی ہوں اور ہمیں وہی 65 بلین دیئے جا رہے ہیں۔تو یہ مسئلہ یہاں سے بڑا ہے اور میں اپنے منسٹر P&D کو اس پر ضرور یہ کہوں گی کہ اس پر توجہ دیں ہمیں 5 بلین دیئے thank you very much سی ایم صاحب آپ سے پہلے

ڈھائی ارب ملتے تھے salary کی مد میں اب آپ نے 5 بلین کردیئے۔لیکن ہماری ابھی بھی جو facts ہیں کیونکہ آئندہ دوبارہ ہماری یونیورسٹیز سڑکوں پر نہ آئیں اُن کے employess آئیں We need 10 billion for that. اور اس کا حل وہ ہمارا endowment fund ہے کہ ہمارے کالجز اور یونیورسٹی سائیڈ پر اگر آپ endowment fund آپ بھی P&D منسٹر ہیں اُن کی توجہ چاہیے کہ اُنہوں نے کہا تھا کہ جی اس کا حل endowment fund ہے تو endowment fund تو آپ ہی دیں گے سی ایم صاحب ابھی تشریف نہیں رکھتے۔تو آپ اس کے لیے یقیناً ہمیں یقین دہانی کروایں تاکہ دوبارہ سے ہمیں اس صورتحال کا سامنا نہ کرنا پڑے۔دنیا میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو حل نہیں ہوسکتا ہر ایک کا solution ہے۔باقی human resource trainings ہمیں بہت زیادہ ضرورت ہے ہمارے ٹیچرز کو ہمارے لیکچرز کو ہمارے پروفیسرز کو ہمارے اسکالرشپ پروگرامز بھی ہیں لیکن میں آپ کو بتاؤں میں سی ایم صاحب کے بھی نوٹس میں لاؤں گی۔کہ ہمارے toppers کو اسکالرشپ دیئے جاتے ہیں. but there is no need base ہمارے بہت سے اسٹوڈنٹس میرے آفس میں دن رات آتے ہیں بچے بچیاں آتی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم afford نہیں کرسکتے۔تو ہمیں need base دیا جائے۔تو اس پر بھی یقیناً میں سی ایم صاحب سے ملوں گی اور انہیں بتاؤں گی کہ اس میں اس کا بھی کوئی حل نکالنا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: kindly

وزیر تعلیم: باقی جہاں تک میں last اپنی۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: راحیلہ صاحبہ اگر آپ تھوڑی سی۔

وزیر تعلیم: میں conclude کرلیتی ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی کیونکہ speeches کافی ہیں kindly جی۔

وزیر تعلیم: جی میں بس اپنی last recommendations پر آجاتی ہوں۔اس لیے میں نے تھوڑا سا ٹائم لیا حالانکہ میں نے اپنی speech کٹ کردی ہے اس لیے میں نے زیادہ ٹائم لیا کہ میں چاہتی ہوں کہ یہ اکیلے کی جنگ نہیں ہے، یہ ہم سب کی ہے ہمارے سی ایم کا vision ہے وہ بڑا clear ہے for the education for the health میرا vision بہت clear ہے ایک اچھی ٹیم ہے اور ہمیں اس چیز کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے اگر ہم نے آج بھی اس چیز کو serious نہ لیا تو unfortunately میرے خیال میں ہم اُس چیز سے اُس objective جو ہمارے ہیں جو ہمارے targets ہیں ہم اسے achieve نہیں کرسکیں گے۔مولانا صاحب کی last recommendations ہیں اسپیکر صاحبہ! thank you مدرسہ کے بارے میں کہا میری بھی یہی سوچ ہے مدرسے

میں جو بچے پڑھتے ہیں اُن کا کیا قصور ہے کیا اُنہوں نے صرف دینی تعلیم کو adopt کیا اس لیے۔تو ہمیں اس کو اپنے سسٹم میں لانے کی بہت ضرورت ہے اُس کے لیے ریفارمز کی بہت ضرورت ہے میں سی ایم صاحب کی توجہ اس پر چاہوں گی کہ مدرسہ ایجوکیشن جو ہے It's very important ہماری گلی گلی میں ایسے مدرسے کھلے ہوئے ہیں لیکن اُس پر کام اُس طرح سے نہیں ہورہا ہے جس طرح سے ہونا چاہیے تھا۔لیکن سی ایم صاحب آپ کی توجہ چاہیے تھی آپ نے وہ شاید سنا نہیں ۔ دوسرا street children ہے جن کے لیے ہم نے ابھی تک کوئی ایسا پروگرام نہیں شروع کیا street children is the very important think جو اُس میں کرنا چاہیے۔پورے بجٹ کی بات اگر کروں تو مجھے نہیں پتہ کہ ڈاکٹر ربابہ صاحبہ نے speech کر لی ہے کہ نہیں لیکن مجھے بہت حیرت ہوئی this the first time میں نے جو بجٹ book دیکھی تو یہ جو تقریر سنی تو اُس میں وومن ڈیویلپمنٹ کا نام ہی نہیں ہے تو میرے لیے بڑی shocking تھی یہ اُس کو شوشل ورک میں include کیا ہوا ہے this is the first time in the history of میرا جتنا tenure ہے اُس میں۔تو i think woman is more than half. ہم تو کہتے ہیں more than population تو آپ نے اُس کا ذکر ہی نہیں کیا تو میرے لیے بیشک اُس میں دو تین لائنیں نیچے لکھی ہیں but there is no. اُس کے بارے میں اب میں کیا کہوں، کہیں اُس کا ذکر ہی نہیں ہے اُس کا کوئی title ہی نہیں ہے۔میں نے سی ایم صاحب سے کیبنٹ میں بھی ریکوئسٹ کی تھی ابھی بھی کرتی ہوں، اپنی کیبنٹ کو بھی کہ ہمارے جو ٹیکس ریفارمز ہیں اُس میں پہلے یہی تھا کہ جو وومن تھیں جو بیوا اُن کا ٹیکس وہ جو ہاؤس ٹیکس تھا وہ exempt تھی وہ وہاں سے تو kindly اگر اس کو بھی آپ exempt کر دیں اس دفعہ بھی تو یہ آپ کی طرف سے یہ ایک بہت بڑا اقدام ہوگا اُن widows کے لیے جو اپنا ٹیکس نہیں دے سکتی ہیں۔ہیلتھ کے لیے جو female hospitals میں نے اپنے جو second third tenure تقریباً پانچ ، چھ ڈسیبل سے بھی زیادہ ڈسٹرکٹ میں woman and children hospitalas بنائے تھے women and children hospitalas ہم لوگوں کو کہتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں hospitalas تو ہمارے پاس ہیں but for God sake بلوچستان ابھی بھی ایشیا میں سب سے پہلی پوزیشن پر ہے جہاں مائیں اور بچے مر رہے ہیں۔تو ہم اگر اُن کی طرف توجہ نہیں دیں گے، تو میرے خیال میں پھر ہم ہیلتھ میں اتنا کام نہیں کر سکیں گے climate change پر it is a very very important thing. اگر آج ہم ہمارے پاس بہترین اسکالرز ہمیں پی ایچ ڈیز میں جو بیٹھے ہیں اور ہم اگر future میں جس طرح climate change سے ہمیں threat ہیں اُس میں نہ صرف flood ہے اُس کے علاوہ جو ہمارا earthquake ہے لیکن سب سے بڑا جو میں سمجھتی ہوں it is coming drought. وہ آ چکی ہے بلکہ اگر ابھی بھی ہم نے اس پر ایک پلاننگ نہ کی future

کے لیے تو میرے خیال میں ایک بہت بڑی مشکل میں بلوچستان اور پاکستان ہونگے تو ہم اُن سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ انڈسٹری کے حوالے سے میری recommendation ہے کہ ہم jobs کے ساتھ ساتھ اپنے نوجوانوں کو بڑی اچھی تقریر کی اسد بلوچ صاحب اور مولانا صاحب نے بھی کی چونکہ مکران ڈویژن سے ہیں ہماری fishing اگر ہو ہم اسے اُدھر فیکٹریز بنا دیں اور ان کی پیکنگ کے لیے اور کھجور کی کر دیں تو ہم بہت بہتر انداز میں اپنے لوگوں کو ایک accommodate کر سکتے ہیں اور سبزیاں اور پھل وغیرہ ہمارا جو ڈرائی فروٹ اور دوسری چیزیں ہیں تو اس میں ہمیں مل جائے گا۔ and the last but not the least, the urban planing کوئٹہ کہیں سے بھی ہمارا capital نہیں لگتا ہمیشہ سے ignore رہا ہے ہم چھ سے آٹھ ایم پی ایز یہاں سے تعلق رکھتے ہیں reserve seats پر ہیں وہ بھی کافی خواتین اس میں رکھتی ہیں۔

قائدحزب اختلاف: وہ اپنی تجاویز اپنے کابینہ اجلاس میں دے دیں۔ اسی لیے وہ کیبنٹ میں ہیں یہ لوگ اپنی تجاویز وہاں پہ دے دیں تو یہاں پہ تجاویز دینے کا میرے خیال میں ان کا کوئی right نہیں بنتا۔ اپنی تجاویز وہاں پہ دے دیں۔ یہاں دوسروں کو اپوزیشن کو time دے دیں کہ جن کے پاس کوئی کابینہ نہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ تو وہ اپنی تجاویز وہاں پر زیادہ بہتر ہوگا میرے خیال سے rule میں بھی یہی ہے اور سارے منسٹرز اس کے یہاں پہ اپنی تجاویز دے رہے ہیں کابینہ ان کے پاس ہے تو تجاویز وہاں پہ جمع کر لیں اور چیف منسٹر صاحب وہیں پہ ہیں تجاویز وہیں پہ دے دیں اپنی کابینہ پہ دے دیں بھئی صرف منظور کر کے ہم پر apply کر دیں۔

وزیر تعلیم: زہری صاحب!. thank you very much آپ نے point out کیا تھا۔ لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ as a member تو ہم we are as much as member as you are کہہ رہے ہیں as a minister نہیں کہہ رہے کیونکہ پورا بجٹ کیبنٹ میں discuss نہیں ہوتا so this is the last one کہ میں چاہتی ہوں کہ سی ایم صاحب کے کوئٹہ جی this is the last one کہ کوئٹہ ہمارا ایک face ہے بلوچستان کا۔ تو اگر اس کی ماسٹر پلاننگ کر کے اس کو new city کی طرف دنیا جارہی ہے اگر اس طرف جائیں کیونکہ آپ کی لیڈرشپ نے ماشاءاللہ ایک بہت اچھا vision دیا اور نئے نئے پروگرامز شروع کیے۔ آپ اسی طرح اگر باقی sections کی طرف بھی توجہ دیں تو انشاءاللہ میں سمجھتی ہوں کہ آگے آنے والے سالوں میں اگر ہم رہے تو بہتر انداز میں ترقی کی طرف بلوچستان کے لوگوں کو لے جائیں گے thank you اسپیکر صاحبہ.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you راحیلہ صاحبہ. جی میر عاصم کرد گیلو صاحب۔

میر عاصم کرد گیلو (وزیر ریونیو) : thank you میڈم اسپیکر صاحبہ.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: سر! میں اس سے پہلے یہ بتا دوں کہ اب تک 15 نام جو ہیں میرے پاس لکھے ہوئے ہیں جن کی speech ہونی ہے۔

وزیر ریونیو: بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ہمیں بجٹ 25-2024 پر بولنے کا موقع دیا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شاہدہ صاحبہ ایک سیکنڈ۔

وزیر ریونیو: اسپیکر صاحبہ میں leader of the house.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: order in the house please kindly سب کو ٹائم ملے گا اور یہی میری ریکوئسٹ ہے اگر to the point بات کی جائے۔۔

وزیر ریونیو: ہمارے فنانس منسٹر میر شعیب نوشیروانی صاحب P&D کے منسٹر میر ظہور احمد بلیدی صاحب، چیف سیکرٹری اور ہمارے فنانس کے دوستوں اور P&D کے سارے حضرات کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ جنہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے مبارکباد کے مستحق ہیں اسپیکر صاحبہ! آج سے بہت عرصہ پہلے جو آپکا پہلا بجٹ پیش ہوا اسمبلی کا سردار عطاءاللہ مینگل کی حکومت تھی اور احمد نواز بگٹی صاحب نے پیش کیا تھا۔ وہ 66 ملین کا تھا اور آج آپ کا جو اسمبلی کا بجٹ ہے اس سے میرے خیال میں چار گنا زیادہ ہے 93 یا 92 ملین کا ہے۔ اسپیکر صاحبہ! پہلے ادوار میں ہمیں یاد ہے 93-1992، 97، 2002 جب یہ اسمبلی کا بجٹ بنتا تھا اُس کے لیے ہماری بلوچستان گورنمنٹ کے پاس پیسے نہیں ہوا کرتے تھے۔ جیسے عید کے دنوں میں بھکاری شہروں کا رخ کرتے تھے تو ہمارے چیف منسٹر اور کابینہ کے ارکان اسلام آباد کا رخ کرتے تھے۔ وہاں سے وہ بجٹ بنانے کے لیے پیسے مانگتے تھے۔ پھر یہاں بجٹ بنتا تھا otherwise اُن کو تنخواہ دینے کے لیے پیسے نہیں ہوا کرتے تھے۔ وہ بھی وہاں سے گرانٹ کی صورت میں یہاں لاتے تھے اور تنخواہوں کی پیمنٹ کرتے تھے اور جب بجٹ بنتا تھا تو صدر صاحب خصوصی گرانٹ دیتے تھے اور اس سے وہ بجٹ بنتا تھا۔ ہمارے پاس اس وقت بجٹ بنانے کے بھی پیسے نہیں تھے۔ اسپیکر صاحبہ! آج جو 930 ارب کا بجٹ جو بنا ہے یہ این ایف سی ایوارڈ جو ہمارا ہوا تھا 2009ء میں اُس کی بدولت آج جب اربوں کا بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ اس میں آصف علی زرداری، میاں شہباز شریف، نواز شریف صاحب، حیدر ہوتی صاحب جو ہمارے NWFP کے چیف منسٹر تھے اور ہمارے شاہ صاحب سندھ میں سے تھے اور پنجاب میں میاں شہباز شریف اور انہوں نے جو census کی اس سے انہوں نے agree کیا جو بلوچستان کو جو این ایف سی ایوارڈ ہوا اس میں تقریباً ہمارا جو حصہ تھا وہ 100% increase ہوا۔ آج جو مختلف محکموں میں جو ہم عوام کی فلاح و بہبود کے لیے یہ عوامی بجٹ پیش کر رہے ہیں وہ اُس ٹائم ان کی بھی ہمارے اوپر مہربانی تھی ورنہ آج تک ہم پھر پیسے مانگنے گرانٹ لینے ہم اسلام آباد جایا کرتے۔ اسپیکر صاحبہ! یہ جو بجٹ تقسیم کیا گیا ہے، اس میں میرے خیال

میں ہمارے اپوزیشن کے دوست اور ہمارے ٹریژری بنچز کے دوست سارے غالباً مطمئن ہیں اور جس محکموں کی مَدات میں پیسے دیے گئے ہیں وہ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں وہ عوامی مفادات کے ہیں۔ اُس سے میرے خیال میں کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ جو کچھ مختلف اسکیم دی گئی ہیں میں ان ساروں کا نہیں پڑھ کے بتاؤں گا، جو دیئے گئے ہیں جو خاص خاص ہیں ان کا میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ریسکیو 1122 دس اضلاع میں اس کو قائم کیا گیا ہے اس میں 300 ملین کا میں کچھ کا کروں گا یونس صاحب آپ۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی لیکن sorry to say جی۔

قائد حزب اختلاف: ہر وزیر اُٹھ کر میڈم اسپیکر آپ سن لیں میری بات۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: میں آپ لوگوں کی بات سن رہی ہوں لیکن۔۔۔

قائد حزب اختلاف: آپ میری بات سن لیں ہر وزیر اگر اٹھ کے بجٹ کو پڑھنے کی۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: kindly please order in the house:

قائد حزب اختلاف: تو پھر ہم اس کے لیے نہیں بیٹھیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: kindly order in the house please

قائد حزب اختلاف: ان کے پاس فورم موجود ہے اگر ان کے پاس فورم موجود نہیں ہوتا۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں ان سے۔۔۔

قائد حزب اختلاف: ابھی چار گھنٹے ہو رہے ہیں۔ چار گھنٹے میں ہم لوگ ہر ایک نے اٹھ کر اپنی اپنی تجویز دے دی ایک ایک وزیر سے ہم لوگ یہ سن لیں وزیر اپنی تجاویز وہاں اُن کے پاس فورم ہے اُن کی کیبنٹ ہے کیبنٹ میں دے دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ میری بات سن لیں.

قائد حزب اختلاف: ہر وزیر اگر اپنی پوری لسٹ دوسرے کے سامنے ہم نے یہ دے دی ہے، ہماری سر آنکھوں پر جو دے دی ہے بلوچستان کو دے دیا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں، دے دیا ٹھیک ہے ہمیں چھوڑ تو دیں۔ ہر وزیر اُٹھ کر ایک گھنٹہ اگر بولے گا تو کہاں ٹائم ملے گا۔ مداخلت۔ آپ نے خود کہا ہے کہ 5 سے 10 منٹ۔ تو اُنکو 5 سے 10 منٹ دے دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: لیکن آپ میری بات سن لیں۔ starting میں گیلو صاحب کہیں گے۔

قائد حزب اختلاف: اپوزیشن کو آپ ٹائم نہیں دے رہے ہیں۔ آپ گورنمنٹ کو ٹائم دے رہے ہیں ان کے پاس

ہر چیز ہے فورم ان کے پاس ہے، پیسے ان کے پاس ہیں بجٹ انہوں نے بنایا، فنڈ انہوں نے پاس کر دیا ہے سب کچھ انہوں نے کر دیا پھر ٹائم بھی ان کے پاس ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جب start میں جو speeches کی جاتی ہیں ان کو ایک ایک گھنٹہ دیا جاتا ہے اس پر کوئی آپ لوگ بات نہیں کرتے۔ جو end میں لوگ رہ جاتے ہے ایک ایک گھنٹہ دیا جاتا ہے۔ مداخلت۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: گیلو صاحب آپ continue رکھیں۔ kindly گیلو صاحب۔

وزیر ریونیو: مَیں یہ آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اُس دور میں جو فیڈ لیے وہ NFC Award کے دور پر چلے گئے۔شور۔ مداخلت۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: kindly order in the house please۔ kindly order in the house please۔ کوئی بھی بات نہیں کرے گا، ایک وقت پر ایک بات کرے گا۔ kindly مہربانی۔ مداخلت۔ شور۔ ہم اِس کارروائی کو ہی ختم کر دیں گے۔۔ مداخلت۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): میڈم! آپ کے توسط سے کابینہ اور حکومتی بنچز کے اراکین ہیں اُن سے گزارش ہے کہ وہ اپنے وزیر خزانہ نے سارے figures بتا دیئے ہیں، مَیں نے بھی elaborate کر دیا ہے تو مہربانی کر کے اپوزیشن کو ٹائم دیں تا کہ میر صادق عمرانی نے کھانا رکھا ہوا ہے۔

وزیر ریونیو: انکو پہلے ٹائم دیا۔

محترمہ ڈپٹی اسپیکر: گیلو صاحب! آپ continue رکھیں دو منٹ آپ بولیں۔

وزیر ریونیو: اسپیکر صاحبہ! میرے کہنے کا مطلب یہ تھا جو ہم نے پچھلے ادوار میں جو اقدامات کیے ہیں وہ عوامی فلاح و بہبود کے لئے کیا ہے۔ عوام کی بھلائی کے لئے کیا ہے۔ اور ابھی بھی ہم چاہتے ہیں کہ عوام کی بھلائی کی ہمارا ویژن ہے کہ عوام کی بھلائی کے لئے کریں۔ ٹھیک ہے زمینداروں کا مسئلہ ہے۔ اُس دن بھی آئے تھے۔ آپ آ جائیں میں آپکو سمجھاؤں جی رحمت۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: عاصم گیلو صاحب آپ تشریف رکھیں اپوزیشن بنچز کو کچھ ٹائم دے دیتے ہیں۔

وزیر ریونیو: اِن کو کیوں اعتراض ہے اِن کو پہلے ٹائم دیا گیا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: گیلو صاحب دو منٹ میں آپ مکمل کریں۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): ٹائم کا strain ہے۔ اپوزیشن کی یہ بات درست ہے کہ جو ہمارے وزراء کرام ہیں۔ وہ مختصر بات بیشک بجٹ پر کریں ظاہر ہے ہر ممبر کا حق ہے۔

وزیر محکمہ ریونیو: میں نے مختصر کیا ہے۔

قائد ایوان: میری گزارش سُنیں حضور میں میڈیم اسپیکر آپ سے مخاطب ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: .Leader of the House جس طرح سے کہیں گے۔

قائد ایوان: میڈیم اسپیکر! میری گزارش سُنیں۔ ہمیں اپوزیشن کو زیادہ ٹائم دینا چاہیے۔ تاکہ اپوزیشن کے پاس وہ opportunity نہیں ہے جو وزراء کرام کے پاس ہے۔ وزراء تو کیبنٹ میں بھی بیٹھتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے ٹائم constraint کو سامنے رکھتے ہوئے وزراء اور باقی ممبرز ہر ایک ایک منٹ کا ٹائم رکھ لیں۔ ایک ایک منٹ میں یا دو دو منٹس میں اپنی بات کر لیں۔ کیونکہ اگر اس کو ہم چلائیں گے یہ تو پوری رات ہی چلتا رہے گا۔ ظاہر ہے اور بھی بہت سارے کام ہیں۔ اگر بجٹ سیشن مَیں خود نہ بیٹھوں۔ منسٹر سے مَیں آپ کے توسط سے ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کابینہ میں کریں۔ وہاں اُن کے پاس opportunity گیلو صاحب مختصر کر لیں۔ اور اپوزیشن کے ایک دو ممبرز کو ٹائم دے دیں اور اُس کے بعد پھر اسکو windup کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: میرے پاس تقریباً 15 نام ہیں جن میں سے اپوزیشن کے تین سے چار نام ہیں بقایا تمام ٹریژری بینچز کے ہیں۔ میں اُنہیں ٹائم دے دیتی ہوں، جی شاہدہ رؤف صاحبہ۔

وزیر ریونیو: ٹھیک ہے۔ ٹائم دے دیں۔ ہمارے اپوزیشن والوں کو ٹائم دے دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اوکے جی اوکے۔ لیکن kindly ٹائم کو پھر سی ایم صاحب آپ نے خود دیکھنا ہے۔ کیوں کہ اسٹارٹنگ جو ہو رہی ہے۔ کہ وہ ایک گھنٹہ ایک بندہ ٹائم لے رہا ہے۔ end والے لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ کہ اُنہیں کوئی ٹائم نہ دیا جائے۔

قائد ایوان: جی پلیز .ok I will manage it۔ پلیز آپ manage کریں پلیز۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ok جی سب کو دیا جائے گا۔ شاہدہ رؤف صاحبہ! آپ اسٹارٹ لے لیں۔ جی thank you جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللّٰھم صلی علی محمد وّعلیٰ آلہ محمد۔ لکھ کے تو میں اتنا بڑا پیپر بنا کر کے آئی تھی۔ لیکن اس وقت ہال کا حال دیکھتے ہوئے میں صرف ایک بات کہوں گی۔ کہ ''اب نہیں کوئی بات خطرے کی، اب سب ہی کو سب ہی سے خطرہ ہے'' یہ اس معزز ہاؤس کے اندر ہم سارے رشتہ داروں اور یہ اُن لوگوں دے رہے ہیں۔ خدا کا واسطہ ہے۔ جس ہال کو آپ کہتے ہیں مقدس ہال۔ جس ایوان کو آپ کہتے ہیں مقدس ایوان ہے۔ ایک لمحہ لگاتے ہیں آپ لوگ اس کو مچھلی بازار بنانے میں۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ سے پہلے دن کہا کہ حکومت کا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ برداشت کریں۔ آپ opportunity دے دیں اپوزیشن کو جس کے پاس کوئی فلور نہیں ہے۔ اپنے جذبات کو اپنے احساسات کو بیان کر

نے کے لئے۔ کیبنٹ کے منسٹرز جو ہیں اگر یہاں اپنی performanc دکھا رہے ہیں آپ یقین مانیں جو جو ہر منسٹر کہہ رہا ہے۔ فرسٹ ڈے کی سپیچ میں ہم نے وہ سُنا بھی ہماری وہ سپیچ۔in written موجود ہے۔ کوئی بیس دفعہ میں نے اُس کو پڑھا بھی تو اُس کو repeat کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں نہ آپ کی نیتوں پر شک ہے۔ ہمیں نہ آپ کے کاموں پر شک ہے۔ ہم صرف آپ سے یہ اُمید کرتے ہیں۔ جو کچھ آپ نے in writing لکھ دیا ہے وہ اس صوبے کے عوام کو پہنچ جائے۔ ابھی میں تھوڑا سا آجاؤں بجٹ کی طرف۔ ''حاصلِ بجٹ حسرت کے سواء کچھ بھی نہیں ہے''۔ یہ تین دن کی speeches کے بعد میں بات کر رہی ہوں۔ "حاصل کے بجٹ حسرت کے سواء کچھ بھی نہیں، یہ کیا نہیں، وہ ہوا نہیں، یہ ملا نہیں، وہ رہا نہیں''۔ چاہے اپوزیشن ہے۔ چاہے گورنمنٹ ہے، ہر طرف سے یہی صدائیں آرہی ہیں۔ یہ نہیں ہوا وہ کٹ گیا، یہ ہوا، یہ ہوا، یہ سب کچھ بجٹ ہے۔ سی ایم صاحب میرے لیے بہت honorable ہے، بہت اچھے انسان جنکا میں دل سے respect کرتی ہوں۔ آپ کو سب سے پہلے جو میں appreciate کرنا چاہوں گی۔ وہ صرف اس بات پر کہ آپ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے ''کہ میں تمام لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر چلوں''۔ اور اپوزیشن بھی اس بات کو appreciate کرتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس بجٹ کے اندر جو کچھ بھی ہے۔ میں اُس پر نہیں جاؤں گا۔ in-detail سب نے بات کر لی ہے۔ دو چار موٹی موٹی باتیں ہیں۔ آپ جیسے اچھے انسان سے جو میں expect کرتی ہوں۔ دیکھیں بجٹ آپ نے جس کو جو دیا آپ اُس کرینگے۔ آپ کا prerogative ہے میں اپنی ذات کے حساب سے کچھ باتیں کرنا چاہوں گی بحیثیت ایک فیمیل۔ دیکھیں اس مقدس ایوان کا میں اُتنا ہی حصہ ہوں جیسے آپ جنرل سیٹس پر الیکشن contest کرکے آتے ہیں۔ agree or not مانتے ہیں آپ لوگ اس بات کو یا نہیں۔ اس وقت کوئی ایک میل ممبر بھی یہ بات کو نہیں مان رہا کہ میں اُس معزز ہاؤس کا اُتنا ہی حصہ ہوں جتنا جنرل الیکشن contest کرکے آنے والا ہے۔ ایسی ہی بات؟ تو یقیناً میری بھی اُتنی ہی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ مجھ پر اُتنے ہی حقوق بھی ہیں اور اُتنے ہی فرائض بھی ہیں مسئلہ کیا ہے مَیں اِس معزز ہاؤس میں اگر کھڑی ہو کے عورتوں کی بات کروں۔ اُن کے حقوق کی بات کروں۔ اور اُس دل کے ساتھ کروں کہ میں تو خود ہی مطمئن نہیں کہ جو عزت جو وقار مُجھے ملنا چاہیے۔ وہ مجھے نہیں مل رہا ہے۔ How I can do for other women of this province. مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی اگر میں اِس ہال میں بیٹھ کے اِس چیز سے satisfied نہیں ہوں۔ کہ میری جو عزت وقار dignity deserve کرتی ہوں جو میری ذات کو ملنی چاہیے۔ وہ مُجھے اس مقدس ایوان میں نہیں مل رہا ہے۔ تو میں اِس بلوچستان کی ایک معصوم عورت کیلئے آپ سے کیا expect کروں گی۔ سر! آپ پیپلز پارٹی کو represent کر رہے ہیں۔ اور آپ کی اپنی personality شاید کسی پارٹی کی بھی محتاج نہ ہو۔ آپ ایک قبائلی شخصیت ہیں۔ خواتین کیلئے آپ کے پاس ایک

soft corner ہونا چاہیے۔ میں جب بھی بات کرتی ہوں۔ میں صرف اتنی سی بات آپ کو remind کرواتی ہوں کہ بلوچستان کی عورت اِس وقت جس کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہے۔ آپ اُس کیلئے کیا کر رہے ہیں۔ میں interior بلوچستان کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں کوئٹہ سٹی کی بات کر رہی ہوں۔ سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب اِس وقت نہیں ہیں ایک وقت تھا جب کہا کرتے تھے کہ interior بلوچستان کی عورت وہ پانی اپنے کندھے پر لاد لاد کے لاتی ہے۔ اپنا کام چلاتی ہے۔ یقین مانیں۔ اِس وقت کوئٹہ شہر کی same condition ہے۔ ہم سب اُسی عذاب سے گزر رہے ہیں۔ اِس کیلئے آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہر جگہ بورینگ بھی ہے۔ پانی بھی ہے۔ ٹینکرز مافیا کیلئے کوئٹہ میں پانی بیشمار ہے۔ واسا کیلئے ایک بوند بھی نہیں ہے۔ آپ نے فنڈز ایلوکیٹ کر دیئے۔ well and good لیکن اُس کی implementation کرانی ہے اُس کا فائدہ آپ اُن لوگوں کو پہنچانا ہے جن کیلئے آپ اُس کو ایلوکیٹ کر رہے ہیں۔ سی ایم صاحب! ایک ریکوئسٹ ہے کہ ہمارا nondevelopmental جو بجٹ ہے اُس کو کٹ کرانا چاہیے تھا۔ اُس کو کٹ کیسے کریں گے۔ اپنی عیاشیاں ختم کرتے ہوئے، بیوروکریسی کی عیاشیاں ختم کرتے ہوئے۔ میں صرف وہ بات آپ سے کروں گی، جو میں یہاں آبزرو کرتی ہوں۔ آپ سب کوئٹہ سٹی میں رہتے ہیں۔ کبھی پکنک پوائنٹس پر چلے جائیں۔ کبھی ریسٹورنٹس پر چلے جائیں۔ آپ کو سب سے زیادہ گاڑیاں ملیں گی سبز نمبر پلیٹ والی کیوں؟ آپ نے سارا burden ایک آدمی بندے پر ڈال کے اپنی شاہ خرچیوں کو نہیں قابو کرنا؟ آپ کیوں bound نہیں کر سکتے اپنی بیوروکریسی کو اپنے منسٹرز کو اپنے تمام اُن کو جو یہ شاہ خرچیاں کر رہے ہیں۔ جو آپ کو پیٹرول ملا ہے۔ وہ صرف سرکاری ملا ہے۔ اپنے لئے نہیں ملا ہے۔ آپ خود چلے جائیں، اِس وقت کسی بھی ریسٹورنٹ میں یقین مانیں سبز نمبر پلیٹ کی گاڑیوں کی بھرمار ہے۔ آپ کی ٹریفک جو کوئٹہ میں کنٹرول نہیں ہو رہی ہے اُس میں 50% اِنہی گاڑیوں کا عمل دخل ہے۔ اُنکو بند کر دیں، آپ کا آفس ٹائم آ گر تین بجے close ہو رہا ہے۔ تو اُس کے بعد آپ آرڈر کر دیں تمام محکموں کو کہ تین بجے کے بعد کوئی بھی گاڑی سبز نمبر پلیٹ والی باہر سڑکوں پر چلتی ہوئی نظر نہ آئے۔ it means کہ لوگ وہ اپنے پرسنل use کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ ہم اُدھر کٹ نہیں لگائیں گے۔ ہم نے نچھوڑنا ہے خون تو اُس عوام کا جس میں already خون نہیں رہا ہے۔ اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے ابھی ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا اور literarily I am shocked. کہ 50 ارب روپے ہم کوئٹہ سٹی کو دے چکے ہیں۔ کچھ عرصے میں صرف روڈز کی مد میں۔ آپ کوئٹہ سٹی میں ٹریول کر کے دیکھ لیں۔ انسکمب روڈ جس کو ہم تھوڑا سا بڑھا رہے ہیں۔ اور میرے خیال میں وہ ہائی کورٹ کے فیصلے پر ہی ہوا تھا۔ کہ ٹریفک کی جو اتنی burden ہے اُس کو کم کیا جائے۔ یقین کریں کہ guilty feel کرتی ہوں میں خود جب وہاں سے گزرتی ہوں۔ کہ ایسے بنجر اور ویران وہ جگہ پڑی ہے۔ آپ لوگوں کو نظر نہیں آتا ہے؟ آپ سب اسی سٹی میں رہتے ہیں۔ بھلے آپ کی

constituency کوئی بھی ہے۔لیکن آپ آتے تو کوئٹہ میں ہیں۔اُس روڈ کا کیا حال ہے۔اور میں سلام پیش کرتی ہوں۔اُس انجینئر کو جس نے روڈ تو اتنی سی رکھی ہے اور اُس کے بعد اُس کا جو ویسے divider ہیں اُس کو اتنا بڑا بنا دیا ہے۔for God sake ابھی بھی ہم کوئٹہ سٹی کیلئے فنڈز ایلوکیٹ کر رہے ہیں۔اور وہ کہاں جائے گا۔میں تو صدقِ دل سے یہ دُعا کرتی ہوں کہ کچھ نہیں کچھ نہیں تو یہ سڑکیں بہتر بنا دیں۔تا کہ ہماری زندگی جو اجیرن ہے وہ بہتر ہو سکے۔ایک اور بات اسپیکر صاحب!۔۔۔(مداخلت)

(اس مرحلہ میں کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر نے دوبارہ اجلاس کی صدارت کی)

جناب اسپیکر: میڈم! windup کریں پلیز تقریباً ٹائم کم ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میں بالکل windup نہیں کروں گی۔اِس لئے نہیں کروں گی۔کہ میں نے جو بات کرنی ہے وہ میں لازمی کروں گی۔آپ خود جانتے ہیں کہ میں to the point بات کر کے فوراً ختم کرتی ہوں میں extra time نہیں لیتی۔

جناب اسپیکر: آپ کو میں نے ٹائم دیا ہے کہ آپ 10 سے 15 منٹ ٹائم لینا ہے۔اور آپ اِس کے اُوپر آپ کو windup کرنا ہوگا۔

محترمہ شاہدہ رؤف : شاید یہ ہوسکتا ہے کہ میں اِس سے پہلے windup کرلوں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اِس میں ڈسپلن رکھنا ہے۔یہ ہاؤس ہے یہ اپنی مرضی سے نہیں چلتا۔رولز کے مطابق چلے گا۔

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں اسپیکر صاحب! یہ ڈسپلن صرف عورتوں کیلئے ہے۔آپ کے مرد جو مرضی کرتے رہیں۔No one can bound them.۔ڈسپلن ہے تو عورت ہے۔کورم پورا کرنا ہے تو عورت نے کرنا ہے۔

(خاموشی۔مغرب کی اذان)

جناب اسپیکر: جی میڈم پلیز۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بجٹ کے اندر لوکل باڈیز کا فنڈ بڑھایا گیا I appreciate it. میں ایک بات جو اِس پورے ہاؤس کے سامنے رکھوں گی۔ہم بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔بہت بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔میں کہتی ہوں اِس ہال میں موجود آج تک ممبرز کیا اِس بات پر کبھی بات کرسکیں ہیں کہ ہمارا main aim اِس ہاؤس میں آنے کا کیا ہے۔یا اِس ہاؤس کا مین فنکشن کیا ہے اِس Auguest House میں آ کر آپ کو لے کے آجاتا ہے۔تو یہ ہے قانون سازی کا ادارہ۔کسی ایک ممبر میں بھی یہ جرت نہیں۔کہ وہ کھڑا ہو کے یہ کہہ سکیں۔کہ میرا تو کام ہی نہیں ہے سڑکیں بنانا، میرا تو کام ہی نہیں ہے نالیاں بنانا میرا کام ہے قانون سازی کرنا۔جو already قانون ہے۔اُن کو review کرنا ہے ہم

میں سے بیٹھے ہوئے کتنے لوگ اِس چیز کو ایڈمٹ کرتے ہیں۔ کہ ہم جس کام کیلئے اِس ہاؤس میں آئے ہیں ہم وہ کررہے ہیں۔ کوئی ایک بھی نہیں۔ تو پلیز سی ایم صاحب آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ یہ نالیاں، یہ سڑکیں، یہ ان ایم پی ایز کا کام نہیں ہے۔ transfer it to the local bodies, please. ہم اِس مقدس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں قانون سازی کرنے کیلئے جو already قانون ہے اُن کو review کرنے کیلئے۔ تاکہ اُن کو بنا کے اور اُن کے تھرو ہم لوگوں کو facilitate کرسکیں۔ اُس کیلئے چیز نہیں ہے۔ سر بیٹھ جاؤں؟ نہیں بیٹھوں۔ yes please۔ آج آپ پلیز۔ اچھا! ایک دو اور چیزیں۔ نہیں بہت important بات ہے۔ دیکھیں سی ایم صاحب سے پرسنلی ریکوئسٹ کررہی ہوں سر! عورتوں کو عزت اگر آپ نہیں دیں گے آپ ہمیں وہ مقام نہیں دلائیں گے۔ تو مجھے بتائیں ہم کس سے کہیں گے؟ ہم ہمیشہ لیڈر آف دی ہاؤس کو دیکھیں گے اِس چیز کیلئے۔ لیڈر آف دی ہاؤس سے میری ایک گزارش ہے۔ آج تھوڑی سی کوئی problem ہے میرے ساتھ۔ میں اُن کے پاس گئی۔ مجھے آج پتہ چلا ایس اینڈ جی اے ڈی دس منٹ پہلے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے منسٹر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ او کے۔ سوری۔ مجھے یہ بھی نہیں پتہ۔ پارلیمانی سیکرٹری۔ ابھی ایس اینڈ جی اے ڈی کا ڈیپارٹمنٹ جو ہمارے ساتھ کررہا ہے۔ مجھے بتائیں کہ میں ایک ممبر آف پارلیمنٹ کے ہوتے ہوئے کیا بلوچستان ہاؤس میں ایک کمرے کی بھی حقدار نہیں ہوں؟ اور بلوچستان ہاؤس کی جو condition ہے سر! وہ آپ کے نوٹس میں ضرور آنی چاہیے۔ پلیز اُس کو ضرور دیکھیں۔ وہ ہمارے لئے بنا ہے۔ اُس کو ہم نے استعمال کرنا ہے۔ اُس کی condition اتنی بُری ہے کہ الماریاں نیچے گری ہوئی ہیں۔ وہاں ایک پانی کی بوتل تک میسر نہیں ہے۔ خدا کا واسطہ ہے جو چیزیں ہمارے لئے ہیں اُنکو تو آپ مینٹین کروادیں۔ اور اِس کیلئے ہمیں آپ ہی کی طرف دیکھنا ہے۔ آپ اس کو کروائیں گے۔ اور ایک بات سر! صرف ایک تجویز آپ کو دوں گی۔ عورتوں کیلئے ویسے تو ہمارے لیے کوئی میگا پروجیکٹ نہیں رکھا ہے۔ میں صرف آپ کی توجہ اِس طرف دلاؤں گی کہ ہمارا صوبہ جو دہشتگردی کا شکار ہے اِس میں سب سے زیادہ جو victims ہیں وہ خواتین ہیں۔ آپ دیکھیں کبھی بھی کوئی بم بلاسٹ ہوجائے کبھی کوئی دہشتگردی کا حملہ ہوجائے۔ گھر کا واحد کفیل چلا جاتا ہے۔ اُس عورت پر کیا گزرتی ہے۔ ہم نے اُس کی بقاء کیلئے کیا انتظام کیا ہے؟ میری ایک تجویز ہے بندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن سب کو کہ for God sake کہ آپ سر جوڑ کے بیٹھیں اور اُن خواتین کیلئے ضرور کچھ نہ کچھ کریں۔ ایک اور بات سر! لاء اینڈ آرڈر کی situation پر تھوڑی سی بات کروں گی۔ کچھ دن پہلے 14 بندے ایک پیکنک پوائنٹ سے اغواء کرلئے جاتے ہیں۔ بازیاب ہوکے آنے والے بھی ہیں لیکن وہ 6 بندے جو پنجاب کا آئی ڈی کارڈ رکھتے ہیں۔ اُن کے بارے میں آج تک کسی نے بات کرنی کی زحمت ہی نہیں کی۔ کیا وہ لاوارث ہیں؟ کیا وہ اِس صوبے کے نہیں ہیں۔ کیا وہ یہاں کے رہائشی نہیں تھے۔ کیا میرے اور آپ پر اُن کے بارے میں بھی اُتنی ہی ذمہ داری

عائد نہیں ہوتی۔ پلیز سر! اُن کیلئے بھی ضرور یہ soft corner رکھ کے اُن کو بازیاب ضرور کروایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک اور چیز مشاہدے میں آئی۔ دو چار دن پہلے ایئرپورٹ پر جانا ہوا۔ تو میں بڑی shocked ہوئی کہ اُس کا ایک گیٹ وہ ریزرو ہے اُس میں vip جو موومنٹ ہو رہی ہے۔ کہ جی آپ وہاں نہیں جاسکتے ہیں۔ کیوں وہاں کسی آرمی آفیسرز کی فیملی کیلئے ریزرو ہے۔ وی آئی پی لاؤنج میں چلے جائیں ٹیبل جی یہ آرمی آفیسرز کی فیملی کے ریزرو ہے۔ سر! ہم بھی وہی سٹیٹس رکھتے ہیں۔ اگر ایک آرمی آفیسر کی فیملی رکھتی ہے۔ میں تو خود entitled ہوں۔ ان چیزوں کو for God sake ایڈریس کریں۔ آپ اگر آرڈر دیں گے، یہ حل کراسکتے ہیں۔ اُس کو بھی کریں کہ آپ نے اپنے ممبر آف پارلیمنٹ کو آپ نے یہ سب کچھ دینا ہے۔ ہم ہر چیز کیلئے آپ ہی کی طرف دیکھیں گے۔ again میں زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ سر! جتنا آپ ٹائم دے سکتے ہیں آپ تو چاہیں کہ کہیں بولیں بی بی آپ اپوزیشن کو represent کر رہی ہیں بولیں۔

جناب اسپیکر: میڈم! windup کرلیں۔ پلیز۔

محترمہ شاہدہ رؤف: او کے آپ کے کہنے پر۔ .thank you so much

جناب اسپیکر: خوش رہیں۔ جیسے آپ سب حضرات کو علم ہے کہ ابھی ایک بہت لمبی لسٹ ہے، ہر ایک معزز ممبر وہ بجٹ کے اُوپر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ جو کہ میرے خیال میں آج کے سیشن میں ممکن نہیں ہے۔ یہ ساری تقریریں جو رہ گئی ہیں وہ انشاء اللہ کل ہوں گی۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 27 جون 2024ء بوقت 4:00 بجے شام تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 53 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆